www.khanqah.in

Visit us at: www.khanqah.in

ہفتہ وار

اشاعت کا چودھواں سال
14th year of Publication

مبلغ

The Weekly **MUBALLIG**
Srinagar Kashmir

سرینگر کشمیر

قیمت صرف 3 روپے

12 / اپریل 2013ء جمعۃ المبارک 30 جمادی اُولیٰ ١٤٣٤ھ جلد نمبر: 14 شمارہ نمبر: 13

حضرت شیخ نورالدین نورانیؒ چھِ فرماوان:

زُو کندِہ رۆچھمک دَردُک سون زَن
ژییٚ گھنہِ زَن مولہِ وِنی دژآے
وائِلتھ ژھنہِ نَے ڈاٮ۪ن گزَن تل
تتہِ بون چھے ووِنی پَنُنی کمآے

میری جان! میں نے تمہاری وہ قدر کی جو سونے کی کی جاتی ہے، تمہیں جو کچھ دیا گیا وہ قیمتی ہی قیمتی ہے، لیکن اسکے بعد تمہیں ڈھائی گز گہرے کھڈ میں لِٹایا جائے گا۔ اور پھر وہاں تمہارے کام وہی آئے گا، جو تم نے دُنیا میں اپنے اعمال سے کمایا ہوگا۔

ضروری گذارش: محترم قارئین کرام! یہ اَخبار عام اخباروں کی طرح نہیں، اسلئے اس کا اَدب واحترام ہمیشہ قارئین پر واجب ہے۔ مدیر

مغربی عداوت انتہا پر

اُمتِ مسلمہ خوابِ خرگوش میں

محمد کاظم ندوی

مُرورِ زمانہ کے ساتھ اسلام کے خلاف مغرب کی نزاکت بڑھتی ہی جارہی ہے، اس کی ساری کوششیں اس چیز کو دور کردینے پر مرکوز ہیں جو دین اسلام کی طرف منسوب ہیں اور اس کی ساری توانائیاں تمام میدانوں میں دین اسلام کے بائیکاٹ کرنے پر صرف ہو رہی ہیں اور معرب کی شدید نفرت ان تیز رفتار کاروائیوں سے آشکارا ہو رہی ہیں جن کی وہ ان سیاسی اور اجتماعی تبدیلیں کی بنیاد کو جڑ سے اکھیڑ پھینکنے کی کوشش اور پریکٹس کر رہا ہے۔ جو ایسے جدید عالمی نظام کی تاسیس میں معاون و مددگار ہیں۔ جن کا قیام ہی اسلام کی دشمنی اور اس ظالمانہ و جارحانہ نظام کے نفاذ پر ہے۔ جس کی بساط سمٹ چکی ہے اور اس میں زندگی کیلئے کشش، دلچسپی اور سند نہیں ہے، مغربی فلسفیوں کا یہی عقیدہ اور خیال ہے اسی شمنانہ پالیسی کی بنیاد پر آج مغرب اسلامی ملکوں اور دینی معاشروں کی طرف اپنی زبردست تیاریوں کے ساتھ ان کے آخری فیصلہ اور ان کے وجود کو صفحہ ہستی سے ختم کر دینے کے لئے متوجہ ہے اور شاید اس سے مغرب کا مقصد مسلمانوں سے انتقام کی پیاس کو بجھانا ہے، جس دن مسلمانوں نے صلیبی جنگوں میں مغرب کو شکستِ فاش دے دی تھی اور ان کو اسلامی دنیا سے بھگا دیا تھا جس کو اُنھوں نے اسلام اور ہمہ گیر انسانی تہذیب کے خلاف اپنی خواہشات اور سازشوں کا مرکز بنالینا تھا۔

یقیناً یورپ اپنی غفلت کے بستروں پر وحشیانہ اور ظالمانہ زندگی بسر کر رہا تھا اور جس دن اسلام آیا، اس وقت اس پر غفلت کی نیند طاری تھی، اسلام نے انسانیت کو اپنی بھڑکیلی روشنی اور روشن شریعت سے فیضیاب کیا اور اپنی پاکیزہ تہذیب وتمدن کا اس کو تحفہ دیا۔ مغرب کی یہ خوش بختی اور سعادت تھی کہ اس نے مسلمانوں سے زندگی کے آداب سیکھے اور علم وادب کے میدانوں میں رہنمائی حاصل کی اور ان تاریکیوں سے نکلنا سیکھا جو ان کے اوپر طویل صدیوں سے چھائی ہوئی تھی، خلافتِ اسلامیہ نے اس پر احسان کیا اور سرگرداں یورپ کی حالت پر رحم کھایا۔ اس کی طرف خلافت کے وفود بھیجے، جس نے سرزمین اندلس میں قیام کیا اور اس کو اپنی دینی وتہذیبی شعاع کے لئے مرکز بنایا اور وہاں سے اپنی شعاعوں کو یورپ کے تمام حصوں میں پھیلایا اور اس نے سرگرداں اور سوئی اُمت کے جسم میں زندگی کی لہر دوڑا دی اور اس نے یورپ والوں کے لئے فطری زندگی کی طرف لوٹنے کا راستہ پیدا کر دیا اور یہیں سے یورپ نے علوم وفنون کے میدانوں میں آگے بڑھنے کا ڈھنگ اور سلیقہ سیکھا۔

لیکن یورپ نے ان تمام احسانات کو جلدی فراموش کر دیا جو اسلام نے ان پر کئے تھے اور سیادت وقیادت کا جو مفہوم مسلمانوں نے اس کو سمجھایا اور سکھایا تھا اسکو بھی بُلا دیا اور ان کے دلوں میں اسلام اور مسلمانوں کے خلاف ایسی بغض و عداوت پیدا ہوگئی جس کے وہ آباءواجداد سے وارث ہوتے چلے آرہے تھے اور انکے آباءواجداد یہود ونصاریٰ پیغمبر اسلام ﷺ کے خلاف سازشیں کر چکے تھے اور اس دین کو ختم کردینے میں کوئی کسر اُٹھا نہ رکھی تھی، جس کو اللہ کے رسول ﷺ اللہ ربّ العزت کے پاس سے نور وکتاب مبین کی حیثیت سے لیکر مبعوث ہوئے تھے۔ لیکن اللہ ربّ العزت نے اس دن کو باقی رکھا اور لوگوں کے لئے حق اور سعادت کے دروازوں کو کھولتا رہا اور اس نے ایسی اُمت کو بھیجا جو ایمان، محبت اور شفقت کی نمائندگی کرتی رہی اور کائناتِ عالم میں عدل و انصاف اور حق کے میزان قائم کرتی رہی اور عالمی قیادت وسیادت کی باگ دوڑ کو تمام معیاروں کے مطابق سنبھالتی رہی، اگر یہ یہود ونصاریٰ حق کو مان لیتے اور ہدایت کو اختیار کر کے اللہ کے آخری دین میں داخل ہو جاتے تو وہ دنیا کی قیادت سے محروم نہ ہوتے۔ لیکن ان لوگوں نے اسلام کو ایسا دین سمجھا جو ان کو قیادت و سیادت کے اسٹیج سے دور کردینے اور انکی سلطنت نیز انکی عظمت وسطوت کو ختم کر دینے کیلئے آیا ہے، اس بدگمانی کے نتیجہ میں ان لوگوں نے اسلام اور مسلمانوں کو نقصان پہنچانے اور ان سے انتقام لینے کے لئے ان لوگوں نے کوئی تدبیر نہ چھوڑی جس کو اختیار نہ کیا ہو اور اس پر گامزن نہ رہے ہوں۔ مُؤمِنِیۡن قَدۡ بَدَتِ الۡبَغۡضَآءُ مِنۡ اَفۡوَاهِهِمۡ وَمَاتُخۡفِیۡ صُدُوۡرُهُمۡ اَکۡبَرُ اسی طرح لَتَجِدَنَّ اَشَدَّ النَّاسِ عَدَاوَةً لِّلَّذِیۡنَ اٰمَنُوا الۡیَهُوۡدُ وَ الَّذِیۡنَ اَشۡرَکُوۡا"

یہود ونصاریٰ اس عداوت اور دشمنی کے پشتہا پشت سے وارث ہوتے چلے آئے تھے اور اس کو اپنے دلوں میں چھپائے ہوئے رہے اور اس کو ظاہر کرنے کیلئے وہ سنہرہ موقع کے منتظر تھے۔ اس بغض وعداوت کے نشانات کی تاریخ وقتاً فوقتاً اس وقت سے گواہ ہے جب اسلام کا درخشند سورج تہامہ کے افق پر طلوع ہوا اور اس نے اللہ کی سرزمین کو نور سے بھر دیا، وہاں بہت سے حادثات پیش آئے جو زمانہ کی قیادت کے ساتھ آگے بڑھتے رہے، وہ حادثات اس دشمنی اور عداوت کا نتیجہ تھا جو دلوں میں سرایت کر گئی تھی لیکن آج اسلام اور مسلمان ایسی چلینجوں کا سامنا کر رہے ہیں جس کا رُخ اس مغربی بلاک نے عالم اسلامی کی طرف موڑ دیا ہے جسکے ذمہ دار ایک ہی وقت میں یہود ونصاریٰ ہیں، یہ حادثہ تاریخ میں گذرے ہوئے ان تمام حادثات سے بالاتر ہے جسکے ذریعہ اسلام کو نشانہ بنایا گیا اور انتہائی تشدد کے ساتھ مسلمانوں کو صفحہ ہستی سے مٹا دینے کی کوشش کی گئی اور وہ براہِ راست اس تخریب پسند کاروائی کو بغیر کسی سوچ بچار، فکر ونظر اور بغیر کسی فلسفہ کے انجام دے رہے ہیں۔

یہ کوئی ڈھکی چھپی چیز نہیں ہے بلکہ بالکل مشاہدہ ہے اور مشرق ومغرب میں مسلمانوں کے ملکوں میں جو کچھ ہو رہا ہے وہ دنیا کی نظروں میں عیاں بیان ہے۔ خبر رساں ایجنسیاں اور ذرائع ابلاغ اس کو ہر جگہ پھیلا رہے ہیں، میں ان دشمنانہ پالیسیوں پر کوئی سند اور دلیل نہیں پیش کرتا جن پر مغرب، اقوام متحدہ اور اس کے تابع سلامتی کونسل کی مدد سے گامزن ہے۔ اسی سبب بمباری، گولہ باری اور ہلاکت ہے۔ جس سے "بوسنیا" اور "ہرسک" کے مسلمان دوچار ہیں۔ روسی صدر یلتسن مغرت کی تقلید کر رہا ہے۔ چیشینیا اور اس کے پاس پڑوں کے ان جمہوری ملکوں میں جن میں مسلمانوں کی اکثریت ہے۔ شاید اس یلسن کا مقصد مسلمانوں کے دلوں میں اشتراکی وحدت کی اس ہیبت کو لوٹا دینا ہے جو اشتراکی نظام کے خاتمہ کے ساتھ ١٩٩١ء میں ختم ہوگئی تھی لیکن روسی صدر جس کوشش میں لگا ہوا ہے۔ امریکی سیاست کے مقابلہ میں اس کو اس کوشش میں کوئی کامیابی نہیں ملے گی جو اشتراکی خطرہ کے ختم ہو جانے سے نئے مراحل میں داخل ہوگئی ہے اور وہ دوسروں پر حاوی ہو جانے کا مرحلہ ہے۔ جس پر مغرب بہت زور دے رہا ہے۔ اس کے علاوہ مغرب طرح طرح کے مشکلات پیدا کرنے، معاشروں اور اجتماعی زندگی کے بدلنے پر اس دلیل کی بنیاد پر قائم ہے کہ آج انسان جس بدلتی دنیا میں شب وروز گذار رہا ہے۔ اس پر لازم ہے کہ وہ اپنے حدود اور دائرہ میں رہے اور تبدیلی کے ساتھ ساتھ یکسانیت کو برقرار رکھے، بغیر اسکے کہ دینی قیودات، اخلاقی روایات اور اجتماعی موروثی تشخص میں سے کوئی چیز اس راہ میں حائل ہو۔

ہم یہیں سے اجتماعی زندگی کے تقابل میں مغربی سیاست کی نیتوں کا اندازہ کر سکتے ہیں اور ان ایمانی قدروں سے مقابلہ آرائی کا موازنہ کر سکتے ہیں جن پر مسلمان اپنے اجتماعی اور انفرادی زندگی میں گامزن ہیں اور وہ کسی حال میں بھی ایک بال برابر ہٹنے کو تیار نہیں ہیں، مغربی قائدین اور بدلتی دنیا کے علمبردار آج اس طرز کو کبھی اسلامی بنیاد پرستی کا نام دیتے ہیں اور کبھی دینی تشدد پسندی اور دہشت پسندی کا اور وہ اس سے مقابلہ آرائی کیلئے موثر وسائل فراہم کرتے رہتے ہیں، خواہ تشدد اور اکراہ کے طور پر ہو یا اشتعال انگیزی کے طور پر اور جو اس کے اس طرز عمل کو قبول نہ کرے وہ بڑے // بقیہ صفحہ 6 پر......

طنز ومزاح

جنت اور دوزخ کی کہانی

ابوالخیر

ایک جگہ ایک مولوی صاحب لوگوں کو وعظ فرمار ہے تھے۔ میں بھی اس مجلس میں شریک تھا، مولوی صاحب جب لوگوں کو بڑے ہی اخلاص اور درد بھرے دل سے تلقین کررہے تھے کہ لوگو، اب بھی وقت ہے کہ سنبھل جاؤ۔ زندگی کی یہ دولت دوبارہ عطا ہونے والی نہیں۔ اپنے نفس کی اصلاح کرو۔ جو انسان قلبِ سلیم کے ساتھ اللہ تعالیٰ سے ملے گا بس وہی نجات پائے۔ اپنے دلوں کو پاک کرو......

لوگوں کی بڑی تعداد مجلس میں شریک تھی۔ جسموں کی لمبی لمبی قطاریں دیکھ کر ایسا لگتا تھا کہ گویا انسانوں کا سمندر ہے مگر اس کے باوجود میں جانتا تھا کہ اس مجلس میں دو چار لوگوں کے سوا اور کوئی حاضر نہیں ہے۔ کسی انسان کی کسی جگہ موجودگی ہرگز یہ ثابت نہیں کرتی کہ وہ وہاں بھی حاضر ہے۔ میں تصور کی آنکھوں سے دیکھ رہا تھا کہ ایک شخص بزار کی کسی دکان میں شوخِ رنگ کا کپڑا خرید رہا تھا تاکہ اس سے اپنی کو راضی کر سکے۔ گویا بظاہر وہ اجتماع ہی میں موجود تھا۔ دوسرا اپنے مجوزہ لئے کچن کی تعمیر کے لئے اینٹیں خرید رہا تھا۔ کسی کا دل گھر میں اس تجوری سے چمٹ ہوا تھا جس میں روپے پیسے اور سونا چاندی جمع تھا گو کہ یہ دونوں بظاہر اجتماع میں وعظ سُن رہے تھے۔ کوئی بڑھاپے میں بھی کرکٹ کھیل رہا تھا او ع شعیب اختر کی بال پر چوکے اور چھکے لگا رہا تھا۔ پیویلین سے واہ واہ ہو رہی تھی اور بوڑھے میاں بہت ہی جوش میں جھوم رہے تھے جب کہ مولوی صاحب سمجھ رہے تھے کہ بوڑھے میاں پر میری وعظ بڑی تاثیر دکھا رہی ہے اور مولوی صاحب جب بھی اسی حوصلہ افزائی سے اپنے خطاب میں زیادہ جوش لا رہے تھے۔

اللہ تعالیٰ کی رحمت جوش میں آئی تھی اور مجھے لوگوں کے دلوں کی کیفیات کا انکشاف ہو رہا تھا۔ جب مجلس اختتام پذیر ہوئی تو سب لوگ کچھ لمحوں کے لئے واپس اپنی جگہوں پر آگئے گو کہ مجلس برخاست ہونے کے چند ہی لمحوں بعد وپ پھر وہاں نہیں تھے جہاں نظر آرہے تھے۔

لوگوں کے اس حال پر مجھے کافی صدمہ ہوا۔ میں نے سوچا کہ اللہ تعالیٰ کی شان میں کیا کمی ہو سکتی ہے اگر وہ سب لوگوں کو جنت میں داخل کردے اور جہنم کا وجود ہی ختم کردے۔ بندہ اپنے نفس کی اصلاح کرے یا نہ کرے، ثواب کرے یا نہ گناہ کرے، اُس کا دل پاک ہو یا ناپاک رہے اللہ تعالیٰ کو کوئی فرق نہیں پڑتا۔ اب اگر اللہ تعالیٰ اپنی کریمی کی شان سے سب لوگوں کو جنت ہی نصیب کرے اور دوزخ کے سلسلے کو ہی بند کرے تو کتنا اچھا ہوتا!

چنانچہ میں نے بہت ہی عاجزی اور گڑ گڑاتے اللہ تعالیٰ سے دُعا کی کہ یا اللہ سب کو جنت عطا کر۔ اِن بے چاروں کو احساس ہی نہیں ص کہ دوزخ کس بَلا کا نام ہے۔ کیسی سخت اور شدید عذاب اور تکلیف سے وہاں۔ اِنہیں یہ بات بھی فلمی قصے اور کہانیاں جیسی لگتی ہے۔ غفلت نے اِن کے دلوں کو کوڑھ کا شکار بنا دیا ہے۔ اِن کے دل پر کوئی چیز اثر نہیص کرتی۔ یا اللہ! آپ کو اپنی غفاری اور کریمی کا واسطہ، سب انسانوں کو دوزخ کے عذاب سے بچا اور جنت نصیب کر۔

پھر ایسے میں روتے ہوئے میری آنکھ لگ گئی۔ خواب میں دیکھا کہ محشر کا بازار لگ گیا ہے، سارے انسان جمع ہیں اور خوف سے تھرار ہے ہیں۔ مجھے اللہ تعالیٰ کی زیارت ہوئی۔ بڑی مہربانی اور ناقابل بیان، محبت اور پیار سے پوچھا: ''بتا۔ میرے بندے، کیا چاہتے ہو؟'' میں نے کہا: ''میرے مولیٰ: آپ تو ہر چیز پر قادر ہیں، جو چاہے کر سکتے ہیں، میری بس اتنی ہی درخواست ہے کہ سب انسانوں کو جنت میں داخل کردے''۔

اللہ تعالیٰ مسکرائے اور فرمایا: ''جاؤ تیری دُعا قبول کرلی'' اُپھر فرشتوں سے حکم ہوا کہ سب انسانوں کو جنت میں لے جاؤ۔

اب لوگوں نے اللہ تعالیٰ کا جو یہ حکم سُنا تو کم بخت شکر کے لئے سجدے میں گر جانے کے بجائے اپنی سابقہ خصلت پر اُتر آئے اور اُچھل کود اور ہنگامہ شروع کر دیا۔ ابھی جو اپنے انجام سے کانپ رہے تھے، لرز رہے تھے اور تھرا رہے تھے۔ سب ایک دم بھول گئے اور دنیوی طرز پر بھانگڑہ اور غُل غبارہ مچایا اور حماقتوں سے بھرپور جشن شروع کردیا۔ صرف چند لوگ جو دنیا میں اپنی اصلاح مکمل کر چکے تھے اور نیتوں کو سدھار چکے تھے سجدوں میں تھے۔ باقی سب لوگ خروسیاں کر رہے تھے۔ فرشتے بھی ان لوگوں کے بدنیتوں سے تنگ آگئے اور سب کو جنت میں ہانک لیا گیا۔ جنت میں بھی ان لوگوں نے یہی طرز جاری رکھا۔ کوڈسپلین نہیں، کوئی نظم و ضبط نہیں۔

یہ حال دیکھ کر میں شرم کے مارے پسینے میں شرابور ہو چکا تھا۔ کہ کیوں ایسے لوگوں کی سفارش کردی۔ بہر حال، پھر سوچا شاید کچھ دنوں کے بعد سنبھل جائیں گے۔ کچھ دنوں کے بعد کیا ہوا، وہی خوامخواہ ''دُنیوی ٹنڈے'' شروع ہو گئے۔ کوئی دوسرے کا گریباں پکڑے ہوئے ہے کہ کم بخت میری حوروں پر بُری نظر ڈالتا ہے اور فرشتے لگے ہیں اِن کو چھڑانے میں......

کہیں دو آدمی گتھم گھتا ہیں اور فرشتے اِن کو علحیدہ کرنے میں زور لڑا رہے ہیں۔ معاملہ یہ بتایا گیا کہ ایک نے دوسرے کے محل سے جڑے ہیرے موتی خوامخواہ کرید کرید کر نکال لئے تھے۔ جب کہ یہ اُس کے کسی کام کے نہیں تھے۔ چوری کرنے والے شخص کے بارے میں فرشتوں کا کہنا تھا کہ یہ دنیا میں بھی سرکاری بیت الخلاؤں سے ٹائیل اُڑا لیا کرتا تھا۔

جنت میں میں نے ایک جگہ دیکھا کہ اِس جگہ جن حوروں کا قیام تھا اُن کے چہرے بہت ہی چرخ ہیں۔ میں حیران ہوا۔ کسی اور جگہ میں نے حوروں کی رنگت نہیں دیکھی۔ دریافت کرنے پر معلوم ہوا کہ یہ جگہ اُس شخص کو ملی ہے جو دنیا میں کثرت سے گالیاں بکتا تھا۔ اُس کی یہ عادت برارب قائم تھی اور اُس کی اِس بدکلامی اور گالیوں سے حوروں کے چہروں پر حیا سے اتنی سُرخی دوڑنے لگی تھی کہ اُن کی رنگت ہی سرخ ہو گئی۔

ایک اور شخص خوامخواہ حسد کی آگ میں دہکتی بٹی میں سُلگ رہا تھا۔ دریافت کرنے پر معلوم ہوا کہ دنیا میں جو اُس کا معمولی خدمت گار تھا، جنت میں اُس کو اپنی عبادت اور ریاضت اور اخلاق کے سبب اعلیٰ مقام حاصل ہوا ہے۔ بڑے بڑے باغات، عالیشان محلات، حسین ترین حوروں کی بھاری تعداد اور خادمانِ جنت کی کثرت اُس کی ملکیت میں دیئے گئے ہیں۔ حاسد شخص یہ برداشت نہیں کر پارہا ہے کہ جنت میں اُس کا مقام اُس شخص سے کم ہو جو//

بقیہ صفحہ 6 پر......

نبی اکرم شفیع اعظم، دُکھے دلوں کا سلام لے لو
تمام دنیا کے ہم ستائے، کھڑے ہوئے ہیں سلام لے لو
شکستہ کشتی ہے تیز دھارا نظر سے روپوش ہے کنارہ
نہیں کوئی ناخدا ہمارا، خبر تو عالی مقام لے لو
عجیب مشکل میں کارواں ہے، نہ کوئی جادہ نہ پاسباں ہے
بہ شکلِ رہبر چھپے ہیں رہزن، اٹھو ذرا انتقام لے لو
قدم قدم پہ ہے خوفِ رہزن، زمیں بھی دشمن فلک بھی دشمن
زمانہ ہم سے ہوا ہے بدظن، تم ہی محبت سے کام لے لو
کبھی تقاضا وفا کا ہم سے، کبھی مذاقِ جفا ہے ہم سے
تمام دنیا خفا ہے ہم سے، خبر تو خیر الانام لے لو
یہ کیسی منزل پہ آگئے ہیں، نہ کوئی اپنا نہ ہم کسی کے
تم اپنے دامن میں آج آقا، تمام اپنے غلام لے لو
یہ دل میں ارماں ہے اپنے طیب، مزارِ اقدس پہ جا کے اک دن
سناؤں ان کو میں حالِ دل کا، کہوں میں اُن سے سلام لے لو

تاریخی کالم

سرزمین عرب کے بُت

گذشتہ سے پیوستہ

۴) مناۃ: یہ بت قدیم ترین تھا اور بحیرۂ احمر کے ساحل پر قدید کے قریب مشلّل میں نصب تھا، لات، مناۃ اور عزیٰ عرب کے سب سے بڑے بت تھے اور ان تینوں کے نام سورۂ نجم میں آئے ہیں، اس کی پوجا کا آغاز بھی عمرو بن لحی نے کیا تھا، بنواز داور غسّان مناۃ کا حج بھی کرتے تھے، اوس اور خزرج حج کے بعد مناۃ کے پاس آکر احرام اتارتے تھے، فتح مکہ کیلئے جاتے ہوئے نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم کے حکم پر حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اس بت کو منہدم کردیا۔

۵) نسر: حمیر (یمن) کے علاقے میں نجران کے پاس قبیلہ ذی الکلاع کے لوگ اس کی پوجا کرتے تھے۔ آج کل نجران سعودی عرب کا شہر اور صوبہ ہے جو سرحدِ یمن کی طرف واقع ہے۔ نسر پرندے (گدھ) کی شکل کا بت تھا۔

۶) وُدّ: یہ بت دومۃ الجندل میں نصب تھا اور بنو کلب اس کی پوجا کرتے تھے۔ قریش بھی اس بت کو پوجتے تھے۔ لغوی لحاظ سے وَدّ اور وُدّ دونوں ایک ہی بت کے نام ہیں۔ قریش کا مشہور بہادر عَمر و بن عبدوُدّ تھا جو غزوۂ احزاب میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ہاتھوں قتل ہوا۔

۷) یعُوق: یہ بھی ان پانچوں بتوں میں شامل تھا جو جدّہ میں دفن تھے۔ کہا جاتا ہے کہ عَمرو بن لحی کے تابع ایک جن نے ان بتوں کا اسے پتہ دیا اور وہ انہیں کھود کر تہامہ لے آیا اور حج کے دنوں میں انہیں مختلف قبائل کے حوالے کردا۔ یعقوق، یمن میں ارحب کے مقام پر نصب تھا، بنو ہمدان وخولان اس کی پوجا کرتے تھے۔ اس کا تھان صنعاء سے دو راتوں کے فاصلہ پر مکہ کی جانب واقع تھا۔ یعوق کے معنی ہیں ''مصیبت روکنے والا'' اور اس کی شکل گھوڑے کی تھی۔

۸) یغوث: یہ بت اکمہ (یمن) میں نصب تھا اور بنو مذحج اور ہمدان اس کی پوجا کرتے تھے، قبیلہ طے کی شاخ انعم، مراد اور بنو غطیف بھی اسے پوجتے تھے، یغوث کے معنی ہیں ''فریاد کو پہنچنے والا'' اور اس کی شکل شیر کی تھی۔

۹) اَساف: یہ ایک انسان کی شکل کا بت تھا اور عمرو بن لحی نے زمزم کے پاس رکھ دیا تھا، لوگ اس کا طواف کرتے اور ساتھ قربانی بھی کرتے تھے۔ اَساف (مرد) اور نائلہ (عورت) کعبہ میں زنا کے مرتکب ہوئے تھے اور جب لوگوں نے دیکھا تو وہ پتھر بن چکے تھے۔ لوگوں نے انہیں عبرت کیلئے صفا اور مروہ پر رکھ دیا تھا مگر ابن لحی نے حرم میں ان کی پوجا شروع کردی۔

۱۰) ذوالخَلَصہ: یہ بت بتالہ کے مقام پر نصب تھا اور دوس، خثعم اور بجیلہ قبائل اس کی پوجا کرتے تھے، اس کے تھان کو کعبہ یمانیہ کہا جاتا تھا۔

۱۱) ذوالشَّریٰ: یہ دوس اور ازد قبائل کا دیوتا تھا اور عسیر کے علاقے میں اس کی پوجا ہوتی تھی، شریٰ تہامہ میں ایک پہاڑی مقام تھا۔ دراصل نبطیوں میں ذوالشریٰ اور خرلیس دیوتاؤں کا جوڑا تھا۔ ادوم (اردن) کے ایک پہاڑی مقام کا نام بھی شریٰ تھا اور یہاں بھی ذوالشریٰ کو خصوصاً پٹرا (بطراء) میں پوجا جاتا تھا۔

۱۲) ذوالکفَّین: یہ قبیلہ دوس کا دیوتا تھا، حضرت طفیل بن عَمرو دوسی رضی اللہ عنہ فتح کے کے بعد نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم کی اجازت سے واپس گئے اور جا کر ذوالکفّین کو جلادیا۔

۱۳) ھُبُل: قریش کے اس سب سے بڑے دیوتا کا نام دراصل ''بعل'' کی تحریف ہے۔ ''بعل'' اہل شام کا دیوتا تھا، اس سے منسوب بعلبک شام کا قدیم شہر ہے۔ بعل کے لغوی معنی قوت کے ہیں اور مجازاً آقا کے معنی لئے جاتے ہیں، اسی لئے قرآن میں ''بعل'' شوہر کے معنی میں استعمال ہوا ہے، یہ بت قریش کو اسنانی موت کی شکل میں ملا تھا، جو سرخ عقیق سے تراشا گیا تھا، اس کا دایاں ہاتھ ٹوٹا ہوا تھا، قریش نے وہ سونے کا بنوا کر لگا دیا، ہبل خاص خانہ کعبہ نصب تھا، فال کے پانسے اسی کے آگے ڈالے جاتے تھے۔ قریش جنگوں میں اُعلُ ھُبُل (ہُبل کی جے) کا نعرہ لگاتے تھے، فتح مکہ کے موقع پر حضرت علیؓ نے اسے توڑ دیا۔

www.khanqah.in

www.khanqah.in

ہفتہ وار
مبلغ
سرینگر کشمیر

12/اپریل 2013ء جمعۃ المبارک

محمد (ﷺ) کی اِطاعت شرطِ اوّل

اگر آپ مسلمان ہیں، اگر کلمہ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللہ پر ایمان رکھتے ہیں، اگر اپنے تئیں امت محمدیہ میں داخل سمجھتے ہیں، تو آپ کے نزدیک دُنیا کا سب سے بڑا انسان کون ہوسکتا ہے؟ کیا آپ کا کوئی دوست؟ کوئی عزیز؟ کوئی بزرگ خاندان؟ کوئی رئیس؟ کوئی بادشاہ؟ کوئی درویش؟ کوئی عالم؟ کوئی امام؟ آپ کا اُستاد؟ آپ کا مُرشد؟ کوئی مصنف؟ کوئی واعظ؟ کوئی شاعر؟ کوئی ادیب؟ آپ کے خدا نے سب سے بڑا انسان اپنے آخری رسول کو بنا (ﷺ) کر بھیجا ہے۔ سب سے زیادہ بزرگی وفضیلت اُس وجود پاک کے حصہ میں رکھ دی جس کے ذریعہ سے تمام دُنیا کی رہنمائی اور ہر زمانہ کی ہدایت کیلئے سب سے زیادہ جامع، سب سے زیادہ مفصل، اور سب سے زیادہ محفوظ پیغام نازل کیا ہے؟ اور سب سے بڑھ کر بڑائی اُن کے نصیب میں دے دی جن کا اسم گرامی آپ کی زبانوں پر محمد رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم ہے۔ پس اگر آپ اپنے اللہ کے بندۂ مسلم ہیں، تو یقیناً آپ کا بھی عقیدہ وایمان یہی ہوگا۔

لیکن اس بڑائی کے کیا معنی ہیں؟ کیا (نعوذ باللہ) حضورِ انور کوئی بُت ہیں، جن کی پوجا کی جائے؟ کیا (نعوذ باللہ) سرور کائنات (ﷺ) کوئی خوشامد پسند رئیس ہیں، جنہیں شاعرانہ قصیدوں سے خوش کیا جاسکتا ہے؟ کیا (نعوذ باللہ) خاتم النبیین (ﷺ) کوئی دُنیوی معشوق ہیں جن کی شان میں نازک خیالیاں صرف کی جاتی ہیں؟ اللہ کے پاس اس پاک وپاکیزہ، مخلص وخالص، بزرگ وبرتر، بندۂ کامل کا مرتبہ ان دنیوی مرتبوں سے کہیں زائد بڑھ چڑھ کر اور کہیں اعلیٰ وافضل ہے۔

کہ کشید دامنِ فطرتت کہ بقید ماومن آمدی!
تو بہار عالم دیگری، زکجا بہ ایں چمن آمدی!

ان کی ذات گرامی، خدا کی کاریگری کا بہترین نمونہ تھی، ان کی حیاتِ طیبہ، صنعت خداوندی کا کامل ترین ثمرہ تھی، ان کی پاکیزہ زندگی، بشری زندگی کی، ہر حیثیت اور ہر اعتبار سے کامل ومکمل نظیر تھی۔

جب یہ عقیدہ آپ کو بالکل مسلّم ہے جب نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم کو واقعتاً آپ تمام اچھوں سے اچھا دوسروں کے قول کو پیش کرتے ہیں، اور رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے کسی عمل کے ہوتے ہوئے آپ دوسروں کے فعل وکردار سے سند پکڑتے ہیں! اگر آپ (نعوذ باللہ) رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی عظمت وفضیلت کے منکر ہیں تو آپ سرے سے اس بحث میں مخاطب ہی نہیں۔ لیکن اگر آپ زبان سے ان کے سب سے افضل واشرف اور معصوم ہونے کا اقرار کرتے ہیں تو پھر یہ کیوں کر جائز ہوسکتا ہے کہ آپ ان کے اقوال اور اعمال پر دوسروں کے اقوال واعمال کو ترجیح دینے لگیں، ان کی بتائی ہوئی راہ کو چھوڑ کر دوسروں کی روش اختیار کرنے لگیں اور ان کی ہدایتوں سے آنکھ اور کان بند کر کے اوروں کے طریقے قبول کرنے لگیں!

نافرمانوں کا ذکر نہیں، سرکشوں کا ذکر نہیں، گمراہوں کا ذکر نہیں، بھٹکے ہوؤں کا ذکر نہیں، ٹیڑھی راہ چلنے والوں کا ذکر نہیں، صرف اچھوں اور بڑوں، نیکوں اور پاکوں، سچے عالموں اور مخلص زاہدوں، اچھے بزرگوں اور پکے مجاہدوں کو پیش نظر رکھ کر اپنے دِل سے سوال کیجئے، کہ ان میں سے کسی کی زندگی کامل ومکمل ہوئی ہے؟ ان میں سے کوئی معصوم وبے خطا گزرا ہے؟ کسی کی حیات مبارک اس قدر پاک وپاکیزہ گزری ہے؟ کہ آپ بے کھٹکے ٹھیک اسی کے نقش قدم پر قدم اُٹھاتے ہوئے، پورے اطمینان وبے خوفی کے ساتھ ساری منزلیں طے کرسکتے ہیں؟ یہ مخصوص مرتبہ تو سارے دُنیا وجہاں کی مخلوقات میں اسکے خالق نے صرف ایک ہی فرد کو دیا ہے، جس کا نام محمد بن عبداللہ (صلّی اللہ علیہ وسلّم) روحی فداہ) ہے۔ پر یہ کیسے غضب کی بات ہے کہ آپ آفتاب کی روشنی میں اپنے اردگرد اندھیرا پیدا کرتی ہیں، اور پھر چاہتے ہیں کہ شمع یا چراغ کی روشنی آپ کی راہِ زندگی کو پوری طرح منور کردے!

جواھر القرآن

سورۂ نساء: آیت نمبر:۱ | **2** | "کوئی شئی نیک سیرت بیوی سے بڑھ کر نہیں"

خیال کر کے دیکھئے کہ عورت کیساتھ بھلائی اور ملائمت کی تاکید کس درجہ ہے۔ حکم شروع بھی اسی سے ہوا اور ختم بھی اسی پر۔ درمیان میں ارشاد کی حکمت بیان ہوتی ہے۔ ٹیڑھی پسلی کو کوئی سیدھا کرنے کے درپے ہو جائے تو پسلی بھلا سیدھی ہوسکتی ہے؟ البتہ ٹوٹ کر رہ جائے گی۔ لیکن اگر کجی کی طرف سرے سے توجہ نہیں کی جائے گی تو خرابی جوں کی توں رہے گی۔ اس لئے ارشاد ہوتا ہے کہ اصلاح کی کوشش میں لگے رہو۔ لیکن ہمیشہ نرمی اور سہولت سے محبت سے۔

آج عجمیت کے اثر سے۔ ہندویت کے تسلط سے فخر اس پر کیا جاتا ہے کہ ہم بیوی سے دبتے نہیں، دبا کر رکھتے ہیں لیکن رسول اسلام ﷺ کو اس پر فخر نہ تھا۔ وہاں بیوی کی حیثیت، ماما اصیل کی، پیش خدمت کی لونڈی یا باندی کی نہیں بلکہ اللہ کی بخشی ہوئی بہترین نعمت کی تھی۔ "ابوامامہؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ فرمایا کرتے تھے کہ مؤمن کے لئے تقویٰ اِلٰہی کے بعد کوئی نعمت نیک سیرت بیوی سے بڑھ کر نہیں" (ابن ماجہ)

مبارک ہیں وہ نعمت والے جو نعمت کی قدر پہچانیں ایک جگہ اور ارشاد ہوتا ہے کہ اس فانی وناپائدار دنیا کی نعمتوں میں کوئی نعمت نیک سیرت بیوی سے بڑھ کر نہیں۔ "عبداللہ بن عمروؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ دنیا چند روزہ ہے۔۔۔۔ لیکن اس چند روزہ عیش ودنیا میں

رسول اللہ ﷺ کو ماننے والے سبق لیں، حیات طیبہ کے ان دو اہم ترین واقعات سے، حضور اقدس ﷺ پر جب اوّل وحی نازل ہوئی تو قلب مبارک پر اس وقت قدرتی بے چینی تھی اسوقت ذات مبارک کو تسکین دینے والی رسالت پر سب سے پہلی ایمان لانے والی ہستی کسی دوست وعزیز کی نہیں، اُم المؤمنین حضرت خدیجہ الکبریٰ کی تھی۔ اسی طرح جب روح مبارک کسی کے دیدار کے لئے بے چین اس جسد ظاہری سے ہمیشہ کے لئے جُدا ہو رہی تھی تو عین اس وقت سر مبارک کس کے زانو پر تھا؟ رفیقوں، عزیزوں میں سے کسی مرد کے نہیں اُم المؤمنین عائشہ صدیقہؓ کے۔ یہ ہے اسلام میں بیوی کا مقام!

سسرال میں بیوی جو کچھ کھاتی ہے اپنے حق سے، جو کچھ پاتی ہے اپنے حق سے، بھک منگی نہیں کہ خیرات سمجھ کر، ترس کھا کر دو چار پیسے اس کے آگے ڈال دیئے سائل گداگر نہیں کہ رات کی باسی روٹی کے ٹکڑے اس کے دامن میں پھینک دیئے۔ علم وحکمت کی اسی کان میں جس کا نام حدیث نبوی ہے:

ایک روایت حکیم بن معاویہؓ کے حوالہ سے آئی ہے کہ ایک شخص نے خدمت نبوی ﷺ میں آ کر عرض کی کہ شوہر پر بیوی کا کیا حق ہے؟ فرمایا کہ شوہر جب خود کھائے تو اسے بھی کھلائے، جب خود پہنے تو اسے بھی پہنائے"۔ (ابن ماجہ)۔

فرمودِ رسول صلّی اللہ علیہ وسلّم

رات کو کروٹ بدلتے وقت کی دُعاء

"لَااِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ الْوَاحِدُ الْقَھَّارُ رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا بَیْنَھُمَا الْعَزِیْزُ الْغَفَّارُ"

نہیں ہے کوئی معبود مگر اللہ، وہ یکتا ہے، زبردست ہے، ربّ ہے آسمانوں اور زمین کا اور (ان کا) جو کچھ ان دونوں کے درمیان ہے غالب، بخشنے والا۔ (صحیح الجامع:۴/ ۱۱۳)

نیند میں گھبراہٹ یا وحشت کے وقت کی دُعاء

"اَعُوْذُ بِکَلِمَاتِ اللّٰہِ التَّآمَّاتِ مِنْ غَضَبِہٖ وَعِقَابِہٖ وَشَرِّ عِبَادِہٖ وَمِنْ ھَمَزَاتِ الشَّیَاطِیْنِ وَاَنْ یَّحْضُرُوْنَ"

(ابوداؤد حدیث: ۳۸۹۳، صحیح الترمذی: ۲/ ۱۷۱)

میں پناہ مانگتا ہوں اللہ کے مکمل کلمات کے ذریعے سے اسکی ناراضی اور اسکی سزا سے اور اسکے بندوں شر اور شیطان کے وسوسہ ڈالنے (گناہوں پر اُبھارنے اور اکسانے) سے اور اس بات سے کہ وہ (شیطان) میرے پاس آئیں اور مجھے بہکائیں۔

بُرا خواب آئے تو کیا کرے؟

۱۔ تین دفعہ اپنی بائیں طرف تھوکے۔ شیطان اور اپنے اس خواب کی برائی سے تین دفعہ اللہ کی پناہ مانگے۔ یہ خواب کسی کو نہ سنائے۔ (مسلم حدیث: ۲۲۶۱)

۲۔ جس پہلو لیٹا ہو، اُسے بدل دے۔ اگر چاہے تو اُٹھ کر نماز پڑھے۔

(مسلم حدیث: ۲۲۶۲)

www.khanqah.in

بیوی ایک عظیم نعمت۔ پہچان کی اَشد ضرورت

مولانا عبدالماجد دریابادیؒ

ہجرت کے بعد کا زمانہ ہے سرور کائنات ﷺ مدینہ منورہ میں رونق افروز ہیں ایک بار چودہ شعبان کی شب میں بستر مبارک سے آہستہ سے اُٹھتے ہیں۔روایت بیان کرنے والی حضرت عائشہ صدیقہؓ ہیں۔وہ بھی وہیں آرام فرما تھیں۔ردائے مبارک آہستہ سے اُٹھاتے ہیں۔حجرہ کا دروازہ آہستہ سے کھولتے ہیں۔اور چپکے سے قبرستان بقیع میں مؤمنین کے حق میں دعائے مغفرت کرنے تشریف لے جاتے ہیں۔اُم المؤمنینؓ روایت کرتی ہیں: حضور اقدس ﷺ کی ہر جنبش کیلئے رُوَیدا استعمال کرتی جاتی ہیں "قَام رُوَیدًا الخذ رداہٗ رویدًا" وغیرہ۔معنی ''آہستہ'' کے ہیں۔یہ اس وقت ہر عمل میں آخر آہستگی کا اہتمام کیوں؟

جواب دنیا سنے گی؟ شوہروں کو تمام تر خدا کے مجازی اور بیویوں کو تمام تر باندی سمجھنے والی دنیا سنے گی۔آہستگی کا اہتمام اس لئے اور محض اس لئے کہ پاس لیٹی ہوئی عائشہ صدیقہؓ کی راحت میں بلاضرورت خلل نہ پڑے! اللہ اکبر

آج بڑے بڑے نرم مزاج شوہروں میں بھی ہیں کوئی صاحب، رفیقہِ حیات کی راحت و آسائش کا اس درجہ اہتمام رکھنے والے؟ جس نے اپنی ازدواجی زندگی اس معیار کے مطابق گزار دی، حق پہنچتا تھا اسی کو کھلے لفظوں میں اعلان کرے اور دنیا میں پکار دے کہ: "خیر کم خیر کم لِاھلہ و انا خیر کم لاھلی" "تم میں بہترین انسان وہ ہے جو اپنے گھر والوں کے حق میں بہتر ہو، مجھے دیکھو میں اپنے گھر والوں میں بہتر ہوں" (ترمذی شریف) یا پھر یہی پکار دوسرے لفظوں میں: "خیار کم خیار کم لنساء ھم" (ابن ماجہ) ''تم میں بہتر وہ ہے جو اپنی عورتوں کے حق میں بہتر ہو''۔

نیکی اور بزرگی کا معیار آپ نے ملاحظہ فرمایا۔یہ نہیں کہ دفتروں اور کچہریوں میں دوستوں کے مجمع میں قومی جلسوں میں کون کیسا نظر آتا ہے بلکہ یہ کہ بیوی کے ساتھ برتاؤ کس کا نرم ہے۔گھر کے اندر صبر و تحمل کا ثبوت کون دیتا رہتا ہے اور جلوت میں نہیں خلوت میں کون کیسا ہے؟ سسرال جیل خانہ کا نام نہیں اور نہ لڑکی شادی کے بعد بیوی سے باندی بن جاتی ہے آسان تھا بجائے خطبہ کی ان تصریحات کے محض اتنا کہہ کر لڑکی کا ہاتھ پکڑا دیا جاتا ہے کہ ''میاں لڑکی نہیں خدمت کو کنیز دی جا رہی ہے''۔ان الفاظ سے دل، جو پہلے سے بھر آنے کیلئے تیار ہیں ضرور بھر آتے۔لیکن حقیقت کی ترجمانی نہ ہوتی۔اسلام میں بیوی کنیز نہیں ہو جاتی، بیوی ہی رہتی ہے۔

تو کیا اپنے حقوق پر جم کر سب سے بڑے حکیم اور سب سے بڑے حاکم کا یہ فرمان کسی مسلمان تک نہیں پہنچا ہے کہ "عاشروھنّ با لمعروف"

بہ صیغہ امر بطور حکم ارشاد ہو رہا ہے کہ ''بیویوں کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آؤ''۔حسن معاشرت قائم رکھو! قید کسی خاص حالت کی نہیں۔جوانی میں اور بڑھاپے میں بھی، وہ حسین و جمیل ہو تو بھی اور حسن و جمال ظاہری سے محروم ہو تو بھی۔ڈھیروں مال لیکر آئے جب بھی، پوری خالی ہاتھ آئے جب بھی عزت رکھتی ہے، شوہر کی آمدنی پر حق رکھتی ہے، حیثیت و مرتبہ رکھتی ہے۔لازم ہے کہ لحاظ اس کی عزت کا، حیثیت کا مرتبہ کا رہے۔و لھن مثل الذی علیھن جیسے مرد کے حقوق عورت کے ذمہ ہیں ویسے ہی تو عورت کے بھی مرد کے ذمہ ہیں۔اور کیوں نہ ہوتے جب خلقت دونوں کی ایک رکھی گئی اور خلقت کی یکسانی کا گواہ کوئی دوسرا نہیں خود خالق کائنات ہے۔"واللہ جعل لکم من انفسکم ازواجًا" ''اللہ نے تمہاری بیویاں تمہیں میں سے پیدا کیں''۔تمہاری جنس سے اس کی فطرت، تمہاری فطرت، اس کی خلقت تمہاری خلقت ہے۔تمہیں اگر سیم و زر کی طلب ہے تو وہ بھی احتیاج مال سے بے نیاز نہیں رکھی گئی ہے۔تم اگر اپنی راحت و آسائش کے بھوکے ہو تو اسکا جسم بھی خستگی اور تھکن کے اثرات کو قبول کرنے والا بنایا گیا ہے، تمہیں اگر غصہ آتا ہے تو وہ بھی بے حس نہیں پیدا کی گئی ہے۔تم اگر اپنی جاہ و عزت کے طالب ہو تو وہ بھی اپنی توہین و رسوائی سے خوشی نہیں حاصل کرتی۔تم اگر حکومت چاہتے ہو تو وہ بھی غلامی کیلئے خلق نہیں ہوئی۔''اے انسانو! ڈرو اپنے پروردگار سے جس نے تمہیں ایک نفس واحد سے پیدا کیا اور اس سے اس کا جوڑا پیدا کیا اور پھر ان دونوں سے اتنے سارے مرد و عورتیں پھیلا دیں اور ڈرو حقوق قرابت (ضائع کرنے) سے بھی یقیناً اللہ تمہارا ہر حال میں نگراں ہے''

الفاظ پر غور ہو سارے انسانوں کی، مرد ہوں یا عورت اصل ایک ہی ہے۔ایک جوڑے سے مردوں اور عورتوں کی ساری نسلیں چلی ہیں۔جذبات کی یکسانی کے اظہر کا اس سے بہتر طریقہ اور کیا ہو سکتا تھا۔پھر حقوق پر صراحت سے ڈرایا ہے اور حقوق قرابت کیلئے غایت اہتمام یہ ہے کہ ان کے ذکر کا عطف خود اپنے ذکر پر کیا ہے اور ارشاد فرمایا ہے: و من ایٰتہٖ ان خلق لکم من انفسکم ازواجًا۔ تمہیں میں سے، تمہاری جنس سے، یہیں سے رد ہو جاتا ہے ان مذاہب باطلہ کا جنہوں نے مدت تک عورت کو بغیر روح کے مانا۔ارشاد ہوتا ہے اور اسے بہ طور اپنے نشان قدرت کے پیش فرماتے ہیں کہ عورت تو تمہاری جنس کی چیز ہے۔تم سے فروتر، پست تر، کوئی دوسری جنس نہیں۔اس کی آفرینش سے یہ غرض نہیں کہ تم اسے باندی بنا کر رکھو بلکہ وہ تو اسلئے ہے کہ لتسکنوا الیھا وجعل بینکم مودّۃ و رحمۃ۔ تم اس سے تسکین و راحت، سکون و خاطر حاصل کرو اور دونوں کے درمیان رشتہ اور تعلق آقائی اور کنیزی کا نہیں، محبت و الفت کا قائم کر دیا گیا ہے''۔

الفاظ اس قدر صاف و واضح ہیں کہ حاجت نہ کسی تشریح کی، نہ حاشیہ آرائی کی، اصل مقصود زندگیوں کو محبت و اخلاص سے شیریں بنا دینا ہے اور جن لوگوں کی فطرف سلیم ہے وہاں بحمد للہ یہی کیفیت پائی جاتی ہے۔میاں بیوی ایک دوسرے پر فریفتہ رہتے ہیں لیکن جہاں بدقسمتی سے مذاق فاسد ہو چکے ہیں وہاں کیلئے ارشاد ہوتا ہے: فاِن کرھتموھُنّ فعسیٰ اَن تکرھم شیئًا و یجعل اللّٰہ فیہ خیر کثیرًا۔ اگر تمہیں صورت، سیرت میں کوئی عیب بھی معلوم ہو تو تمہیں کیا خبر؟ کہ جو شے ناپسند ہو رہی ہو اللہ نے اس میں کوئی بڑی مصلحت کوئی بڑی منفعت نہ رکھ دی ہو؟ کیا آیت کے اس ٹکڑے کے مراقبہ کے بعد شوہر کے دل میں کچھ کشیدگی بیوی کی طرف سے باقی رہ سکتی ہے؟ حق افسری مرد کو یقیناً حاصل ہے: (الرجالُ قوّامون علی النّساء) لیکن جو افسر ہے وہ اپنے حق کا استعمال کیوں کر کرے؟ اس کا جواب بھی قرآن لانے والے کی زبان سے سُنئے: ابوہریرہؓ صحابی معلم کائنات ﷺ کا ارشاد نقل کرتے ہیں: ''نصیحت قبول کرو عورتوں کے باب میں نرمی کی، اسلئے کہ ان کی خلقت پسلی سے ہوئی ہے اگر تم اس کو ہموار کرنے کی فکر میں لگے رہے تو اسے توڑ کر رہو گے اور اگر اس کے حال پر اسے رہنے دو گے تو کجی بدستور رہے گی، پس نصیحت قبول کرو عورتوں کے باب میں نرمی کی''۔

خیال کر کے دیکھئے کہ عورت کیساتھ بھلائی اور ملائمت کی تاکید کس درجہ ہے۔حکم شروع بھی اسی سے ہوا اور ختم بھی اسی پر۔درمیان میں ارشاد کی حکمت بیان ہوتی ہے۔ٹیڑھی پسلی کو کوئی سیدھا کرنے کے درپے ہو جائے تو پسلی بھلا سیدھی ہو سکتی ہے؟ البتہ ٹوٹ کر رہ جائے گی۔لیکن اگر کجی کی طرف سرے سے توجہ نہیں کی جائے گی تو خرابی جوں کی//

بقیہ صفحہ 7 پر......

SAMEER & CO
Deals with:
PLY WOOD, HARDWARE,
PAINTS ETC
ایک بار آزمایئے، بار بار تشریف لایئے
H.O: K.P. ROAD ISLAMABAD
ContactNo's:9419040053

موسیقیت اصل میں شیطانی عبادت ہے۔ماہرین

شیطان نے لوگوں کو خدا بیزار بنانے کیلئے اور اپنی پوجا کروانے کیلئے بعض گلوکاروں کے دلوں میں موسیقی کی نئی قسم کے نغمے پیدا کئے۔اس موسیقی کا نام ہی Satanic worship شیطانی عبادت رکھا گیا۔یہ Rock میوزک کی دوسری قسم کہلاتی ہے۔اس موسیقی میں ایسے گانے گائے جاتے ہیں جو نفس اور شیطان کی پوجا کرنے سے متعلق ہوتے ہیں۔کھلے لفظوں میں کہا جاتا ہے کہ ہم شیطان کے پجاری ہیں نفس کے غلام ہیں، یہی ہمارا مقصدِ زندگی ہے۔اس قسم کے گانے بجانے والی عورتیں سٹیج پر انتہائی عریاں جسم کے ساتھ آکر گانا گاتی ہیں، اپنے جسم کے چند انچ کے سوا ہر عضو کی نمائش کرتی ہیں، نوجوانوں کی شہوت کو خوب اُبھارتی ہیں، انکی حرکات کو دیکھ کر اور ان کے نغمات کی آواز کو سن کر نوجوان انہیں اپنی بانہوں میں لینے کیلئے بیقرار ہو جاتے ہیں۔خوفِ خدا نام کی چیز کو اس طرح مٹایا جاتا ہے کہ ہر بول شیطان کی پوجا کرنا سکھا رہا ہوتا ہے۔ایسے مرد گلوکار لوگ بے ڈھنگے لباس پہنتے ہیں۔اول جین کا لباس پہنا گیا، پھر پھٹی ہوئی جین کا لباس شروع ہو گیا، آج کل سٹون واش جین کا لباس عام ہو گیا ہے۔سرمایہ کاروں نے اس کی خوب تشہیر کی چونکہ چند سالوں کے بعد نئی قسم کی جین کارخانوں میں تیار کرنے کا موقع ملا۔ان کے کارخانوں کا منافع بڑھ گیا۔مارکیٹ میں ان کے بنے ہوئے لباس کی خوب مانگ پیدا ہو گئی۔غرض عجیب و غریب رواج عام ہو گیا، ظاہر میں بھی اپنی شکل ایسی بناتے ہیں کہ جیسے شیطان کا بچہ کہیں سے آگیا، دیہاتی علاقوں میں رہنے والے کسانوں نے اپنی موسیقی کنٹری میوزک کے نام سے مشہور کر لی ہے۔ ☆

خطرے سے بچنے کیلئے بلڈ پریشر پر کنٹرول کرنا لازمی۔عالمی یوم صحت

نئی دہلی// وزارت صحت اور عالمی صحت تنظیم (WHO) نے ہائی بلڈ پریشر سے بچنے اور کنٹرول کرنے کی کوششیں تیز کر دی ہیں جو منائے جا رہے یوم صحت کا خاص موضوع بھی ہے۔عالمی یوم صحت ہر سال سات اپریل کو منایا جاتا ہے کیونکہ 1948 میں اسی دن ڈبلیو ایچ او قائم کی گئی تھی، ہر سال اس دن پوری دنیا کو صحت پر توجہ دلانے کی غرض سے ایک ترجیحی شعبہ کو نمایاں کیا جاتا ہے، ہائی بلڈ پریشر سے بچاؤ اور اس پر کنٹرول کیلئے پہلا قدم اسے ناپنا ہے، ڈبلیو ایچ او نے دنیا کے تمام بالغوں سے اپیل کی ہے کہ وہ اپنا بلڈ پریشر چیک کرائیں، ڈبلیو ایچ او کے ایک افسر نے یو این آئی کو بتایا جب لوگ اپنی بلڈ پریشر کو جانیں گے تبھی تو وہ اس پر کنٹرول کی کوشش کریں گے، انہوں نے اپیل کی کہ بلڈ پریشر سے بچنا اور اس پر قابو پانا بے حد ضروری ہے، اس کیلئے سرگرم کوششیں کرنی چاہئیں کیونکہ یہ بیماریوں کی جڑ ہے، دنیا بھر میں 25 سال سے زیادہ عمر کے ہر تین میں سے ایک شخص کو یہ مرض لاحق ہے، یعنی دنیا کی ایک ارب آبادی اس میں مبتلا ہے، اس موقع پر سرکار نے ملک میں غیر متعدد بیماریوں کے بڑھتے بوجھ سے نمٹنے پر توجہ دینے کی بات کہی، وزارت صحت کے ایک اَفسر نے کہا ہائی بلڈ پریشر سے بھی دل کا عارضہ ہونے کا سب سے زیادہ خطرہ رہتا ہے۔2008 میں ہندوستان میں ہونے والی 24 فیصد اَموات عارضہ قلب سے ہوئی تھیں۔دل کی بیماریوں سے بچنے کیلئے ضروری ہے کہ ان چیزوں سے بچا جائے جن سے یہ بیماری ہوئی ہے جیسے کہ غیر صحت مند غذا، کسرت کا نہ کرنا، تمباکو کا استعمال اور شراب نوشی، اس کیلئے لوگوں پر اپنا طرزِ زندگی صحت مند بنانے اور عادتوں کو بدلنے کی ترغیب دینے اور اس بارے میں شعور پیدا کرنے کی ضرورت ہے۔اس ضمن میں انہوں نے بتایا کہ سرکار نے ذیابیطس اور بلڈ پریشر کی جلد تشخیص کیلئے کیا کیا اقدام کئے ہیں۔

آپ کے پوچھے گئے دینی سوالات

سوال: اگر کوئی داڑھی کا مذاق اُڑائے تو کیا وہ مرتد ہوجاتا ہے،ایک واعظ نے دورانِ وعظ کہا کہ داڑھی کا مذاق اُڑانے والا کافر ہوجاتا ہے، حالانکہ داڑھی رکھنا سنت ہے، میں تو آج تک یہی سمجھتا تھا اگر داڑھی کا مذاق کوئی اُڑائے گنہگار تو ضرور ہوگا مگر کافر یا مرتد تو نہیں ہوسکتا۔کیا یہ صحیح ہے؟

عبدالرشید۔میمندر شوپیان

جواب: حامدًا ومصلیاً: داڑھی رکھنا صرف سنت نہیں بلکہ واجب ہے اور اس کا منڈانا یا تراشنا حرام اور گناہِ کبیرہ ہے۔آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم کے دین کی کسی بات پر عمل نہ کرنا تو گناہ ہے،لیکن دین کی کسی بات کا یا آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم کی کسی سنت کا مذاق اُڑانا صرف گناہ نہیں بلکہ کفر وارتداد ہے،اور اس سے آدمی واقعتاً دائرہ اسلام سے نکل جاتا ہے۔کیونکہ آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم کی کسی سنت کا مذاق اُڑانا یا اس کو بُرا سمجھنا اور نفرت کی نگاہ سے دیکھنا در اصل آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم کی توہین وتنقیص اور آپ کا مذاق اڑانا ہے۔کیا کوئی نعوذ باللہ آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم کی توہین وتنقیص کرنے اور آپ کا مذاق اڑانے کے بعد بھی مسلمان رہ سکتا ہے؟ کیا جس شخص کے دِل میں رائی کے دانہ کے برابر بھی ایمان ہو وہ آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم کی کسی مبارک سنت کا مذاق اڑانے کی جرأت کرسکتا ہے؟اور کوئی بدبخت اس کی جرأت کر ہی بیٹھے تو اس کا ایمان باقی رہ سکتا ہے؟ ہرگز نہیں کبھی نہیں۔ایمان تو ماننے اور تسلیم کرنے کا نام ہے، جو آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم کی نگاہ سے دیکھے کیا اس نے ایمان وتسلیم کا مظاہرہ کیا یا شیطان کی طرح کبر ونخوت اور کفر وعناد کا؟ یہ نکتہ قرآن کریم، احادیث شریف اور اکابر اُمت کے ارشادات سے بالکل واضح ہے، کہ کسی سنت کا مذاق اُڑانے والا مسلمان نہیں، کافر ومرتد ہے۔آنجناب نے جو فرمایا کہ سنت کا مذاق اُڑانے سے آدمی صرف گنہ گار ہوتا ہے اور فرض کا مذاق اڑانے سے کافر ومرتد ہوجاتا ہے، یہ اصول صحیح نہیں۔صحیح یہ ہے کہ دین کی کسی بات کا مذاق اڑانا کفر وارتداد ہے۔فقط واللہ اعلم بالصواب (آپکے مسائل اور اُنکا حل۔مولانا لدھیانویؒ)

سوال: ایک آدمی شراب خانے میں نوکری کرتا ہے،اس کی نوکری صرف شراب خانے کی نظر گزر رکھنا ہے،کیا اس کی آمدنی حلال ہے یا حرام،اگر حرام ہے تو کیا اُس کے کسی بھی کارِ خیر میں شرکت جائز ہے نیز اس کے ساتھ کیا تعلقات روا رکھے جائیں؟

محمد رفیق ڈار۔سونہ وار سرینگر

جواب: وبالله التوفيق۔جس کی آمدنی خالص حرام کی ہو اور وہ تنخواہ بھی اسی حرام آمدنی سے دیتا ہو تو ایسے شخص کے یہاں ملازمت کرنا جائز نہیں ہے اور جو تنخواہ ملے وہ بھی حلال نہیں،لہٰذا جس شخص کا شراب خانہ ہے اگر اسکی آمدنی کا ذریعہ صرف یہی شراب خانہ ہے اور اسی آمدنی سے وہ تنخواہ دیتا ہے تو یہ ملازمت بھی ناجائز ہے اور جو آمدنی ہوگی وہ بھی حلال نہ ہوگی، نیز اس میں تعاون علی المعصیۃ بھی ہے اور قرآن میں ہے ''گناہ اور زیادتی کے کامو ں میں تعاون مت کرو'' اسلئے یہ ملازمت قابل ترک ہے۔امداد الفتاویٰ میں اسی طرح کا ایک سوال وجواب ہے بغور ملاحظہ فرمائیں: ''کیا فرماتے ہیں علماءِ دین ومفتیانِ شرع متین اس مسئلہ میں کہ کسی شخص نے ایک کسبی یا سود خور یا مے فروش کی نوکری کی اور تینوں کی آمدنی محض حرام ہے تو اب اس کو اس مال حرام سے جو تنخواہ ملی حلال ہے یا حرام؟ یا کسی شخص نے اپنے گیہوں یا کوئی اور چیز کسی مے فروش کے ہاتھ فروخت کی اور اس نے اس آمدنی ناجائز سے قیمت دی تو اب اس کو وہ حلال ہے یا نہیں؟ الجواب: جن کی آمدنی بالکل حرام خالص ہے جیسے کسبی یا مے فروش یا سود خور وغیرہم ان کی نوکری کرنا ناجائز ہے اور جو تنخواہ اس میں سے ملتی ہو وہ حلال نہیں اور اسی طرح اپنی چیز اسکے ہاتھ فروخت کر کے اسی مال حرام میں سے قیمت لینا بھی حلال نہیں۔ قال الله تعالیٰ ''ولا تتبدلو الخبیث بالطیب'' تو اپنی پاکیزہ مزدوری یا پاکیزہ چیز کو اس ناپاک مال سے بدلنا ناجائز ٹھہرا۔

ہاں جن لوگوں کی آمدنی مشتبہ اور مختلط الحلال والحرام غالب الحلال ہو مثلاً یہی لوگ کسبی و مے فروش وسود خور وغیرہم کوئی دوسرا پیشہ مباح مثل تجارتِ حلال یا اور کچھ بھی کرتے ہوں اس وقت ان کی نوکری اور اپنی چیز

سنّت کا مذاق اُڑانا کُفر ہے

....

از: دار الافتاء دار العلوم سواء السبیل

ان کے ہاتھ بشرطیکہ تنخواہ یا قیمت حلال مال میں سے دیں یا غیر مشتبہ غالب الحلال سے دیں۔ نهانا رسول الله صلّى الله عليه وسلّم عن كسب الامة الا ما عملت..........الخ'' (ابوداؤد جلد ثانی)

وجہ یہ ہے کہ مشتبہ سے تحرز متعذر اور دشوار ہے پس بضرورت جائز ہے، لانّ الضرورات تبيح المحظورات. ولا يكلف الله نفساً الا وسعها'' اگرچہ خلاف تقویٰ ہے۔

جب یہ ثبوت ہوجائے کہ شراب خانے کے مالک کی آمدنی کا صرف یہی ذریعہ ہے اور اسی حرام آمدنی میں سے وہ تنخواہ دیتا ہے اور شخص مذکور کی آمدنی کا ذریعہ صرف یہی ملازمت ہو اس کے علاوہ اور کوئی ذریعہ نہ ہو اور نہ اس کے پاس حلال رقم ہو کہ جس سے وہ دعوت کر رہا ہے تو پھر ایسے شخص کی دعوت قبول نہ کی جائے،اور اگر حلال آمدنی کا کوئی اور ذریعہ ہو اور وہ آمدنی اس سے زیادہ ہے تو پھر دعوت قبول کرنے میں حرج نہیں۔بشرطیکہ یہ یقین ہو کہ وہ حرام آمدنی میں سے نہیں کھلا رہا ہے۔

فتاویٰ عالمگیری میں ہے: ''اهدى الى رجل شيئا او اضافه ان كان غالب مال من الحلال فلا بأس ....الخ''

مالابد منہ میں ہے: مسئلہ: قبول ضیافت وہدیہ امرائے ظالم وزن رقاصہ ومغنیہ ونائحہ کہ اکثر مال او حرام باشد جائز نیست واگر داند کہ اکثر مال او از حلال است جائز است۔'' (مالابد منہ صفحہ ۹۱)

اگر شخص مذکور سے تعلقات قائم رکھنے میں اس کی اصلاح کی اُمید ہو تو تعلقات بہ نیت اصلاح قائم رکھے جائیں،البتہ اگر بالکل مایوس ہوجائے تو زجراً وتوبیخاً اس نیت سے کہ دوسروں کو بھی اس سے عبرت ہوگی اس سے تعلقات منقطع کرلیں۔ان شاء اللہ یہ بھی بغض فی اللہ میں داخل ہو کر باعث اجر ہوگا۔(فتاویٰ رحیمیہ جلد ۱۰)فقط واللہ اعلم

سوال: نماز جنازہ کسی مزار کے برابر یا آگے پیچھے رکھ کر ادا کرنا کیسا ہے؟

محمد افضل راتھر۔بانڈی پورہ

جواب: حامدًا ومصلیاً: جائز ہے،حضور اکرم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے خود قبر پر نمازِ جنازہ پڑھی ہے،فقہ میں بھی یہ حکم مذکور ہے کہ کوئی بدون نمازِ دفن کردیا گیا ہو تو میت کے پھٹنے سے پہلے اس کی قبر پر نماز پڑھی جائے،دوسری نمازوں میں قبر کا سامنے یا دائیں بائیں اسلئے مکروہ ہے کہ اس میں غیر اللہ یعنی میت کی عبادت کا احتمال ہے، ''فيكره التوجه والتيامن والتياسر كالصورة'' نمازِ جنازہ میں جب خود میت ہی سامنے رکھی جاتی ہے تو قبر کا سامنے ہونا، بطریق اولیٰ جائز ہوگا۔(احسن الفتاویٰ جلد ۴)فقط واللہ اعلم بالصواب

سوال: کیا لکڑیوں کے بنائے ہوئے ہاتھی،گھوڑے،بکریوں وغیرہ مختلف جانوروں کی تصویر بنانا اور اُن کی خرید وفروخت نیز اُن کو گھروں یا آفسوں میں آویزاں رکھنا جائز ہے یا نہیں؟

رفیقہ حمید۔ناگہ بل ترال

جواب: حامداً ومصلیاً: ذی روح کی تصویر بنانا اور اُسے گھر میں یا کسی اور جگہ آویزاں کرنا اور اُس کی خرید وفروخت کرنا جائز نہیں ہے، گناہِ کبیرہ ہے، البتہ غیر ذی روح جیسے درخت،سمندر، پہاڑ وغیرہ کے مناظر (بشرطیکہ اس میں ذی روح جانور وغیرہ کی تصویر نہ ہو) بنانا گھر وغیرہ میں رکھنا اور ان کی خرید وفروخت کرنا جائز ہے۔مشکوٰۃ شریف میں بخاری ومسلم کی روایت نقل فرمائی ہے: ''حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ آپ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ ہر تصویر بنانے والا جہنم میں ہے، ہر تصویر کے بدلہ میں جو اس نے (دُنیا میں) بنائی،ایک شخص پیدا کیا جائے گا پس وہ شخص جہنم میں اس کو عذاب دے گا،حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا اگر تم کو تصویر بنانا ہی ضروری ہو تو درخت کی اور ایسی چیزوں کی تصویر بناؤ جس میں جان (روح) نہ ہو''۔(مشکوٰۃ شریف)

فتاویٰ دار العلوم قدیم میں ہے: ''کسی جاندار کی صورت بنانا خواہ مجسمہ کی صورت میں یا نقش اور رنگ کی صورت میں اور پھر قلم سے اس کی نقاشی کی جاوے یا پریس وغیرہ میں اس کو چھاپا جائے اور یا فوٹو کے ذریعہ عکس کو قائم کیا جائے یہ سب بلاشبہ تصاویر وتماثیل ہیں جن کی حرمت پر اس قدر احادیث وارد ہیں کہ اگر تواتر کا دعویٰ کیا جائے تو غالباً صحیح ہوگا......الیٰ قولہ...... احادیث مذکورہ اور عباراتِ فقہاء سے یہ بھی ثابت ہے کہ فوٹو اور مطلقاً تصاویر کھینچنا کھنچوانا اور ان کا استعمال کرنا اور ان کا اپنے پاس رکھنا گناہِ کبیرہ ہے، اور کرنے والا ان افعال کا فاسق ہے اور نماز اسکے پیچھے جب کہ دوسرا امام صالح مل سکتا ہو مکروہِ تحریمی ہے۔(کتبہٗ محمد شفیع غفرلہٗ)

فتاویٰ محمودیہ میں ہے: ''جاندار کی تصویر خواہ دیوار پر بنائی جائے خواہ کاغذ پر ہو خواہ کپڑے پر چاہے قلم سے بنائی جائے یا مشین سے یا کسی اور آلہ سے یکدم بنالیا جائے، کپڑے کی بناوٹ میں ہو یا کسی اور چیز کی بناوٹ میں، بہرصورت ناجائز اور گناہ ہے اور اپنی مرضی سے ہو یا کسی کی فرمائش سے روپیہ کے لالچ میں ہو یا ویسے ہی نفس کی خواہش سے ہو کسی طرح اجازت نہیں ہے، جو کام ناجائز ہو وہ کسی دوسرے کی خواہش یا اس کی ناخوشی کے ڈر سے جائز نہیں ہوگا، سچے مسلمان کی آزمائش کا یہی موقع ہوتا ہے کہ ایک ناجائز کام کو دوسرے لوگ کرتے اور نفع کماتے ہیں اور یہ نفع کی پروا نہیں کرتا بلکہ نقصان اُٹھاتا ہے......الخ'' (فتاویٰ محمودیہ جلد ۵/ ۱۴۶)

فقط واللہ اعلم بالصواب

سوال: کیا اُمت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم میں غیر مسلم بھی شامل ہیں؟ایک صاحب نے بتایا کہ اُمت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مغفرت کی دعا نہیں کرنی چاہیئے بلکہ یہ کہنا چاہئے کہ اُمت مسلمہ کی مغفرت کر۔کیونکہ کافر بھی اُمت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم میں شامل ہیں؟ کیا یہ صحیح ہے؟

جہانگیر احمد۔عیدگاہ سرینگر

جواب: وبالله التوفيق: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اُمت اس اعتبار سے تو کافر بھی ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا پیغام ان کے لئے بھی ہے مگر جب ''اُمت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم'' کا لفظ بولا جاتا ہے تو مراد اس سے وہی لوگ ہوتے ہیں جنہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت پر لبیک کہی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیغام کی تصدیق کی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لائے۔اس لئے ''اُمت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم'' کے حق میں دعائے خیر کرنا بالکل درست ہے اور ان صاحب کی بات صحیح نہیں۔فقط واللہ اعلم

(آپ کے مسائل اور اُن کا حل۔لدھیانویؒ)

نوٹ: اس شمارے میں شاملِ اشاعت مضامین ومراسلے وغیرہ سے ادارے کا متفق ہونا ضروری نہیں۔ ادارہ

www.khanqah.in

www.khanqah.in

بقیہ: صفحہ اوّل سے آگے..........

انجام سے مقابلہ اور طویل سزا کیلئے تیار رہے جیسا کہ دنیا کے بہت سے حصوں میں جہاں مسلمان روز وشب گزار رہے ہیں یا جہاں مسلمان اقلیت میں ہیں موجودہ صورت حال یہی ہے ان حصوں میں مسلمان ایک طویل مدت سے عذاب وابتلاء سے دوچار ہیں۔ دشمنان اسلام مسلمانوں سے مقابلہ کرنے اور ان کو کفر والحاد کے سانچے میں ڈھالنے کے لئے نئے طریقے اپنا رہے ہیں اور ان مقاصد یعنی دہشت پسندی، دھمکی، اخلاقی گراوٹ، فساد وبگاڑ، اہم نشہ آور شیاء کا پابند بنانا، عالمی قحط کی دھمکی، عورتوں کو حکومت اور سیاست میں مردوں کے قائم مقام بنانا اور عالمی مسائل میں دخل اندازی کو بروئے گار لانے کیلئے مختلف تدبیریں اختیار کررہے ہیں۔

اسلام دشمن عناصر کی ایک پرلطف دعوت وحدتِ ادیان کی بھی ہے۔ اس سے ان کا واحد مقصد یہ ہے کہ اسلام یہودیت، نصرانیت، ہندویت اور بودھیت کے ساتھ ختم ہو جائے اور اسلام اپنی بعض خصوصیتوں سے علیحدگی کی شرط پر ان مذاہب اور انکے ماننے والوں سے مصالحت کرلے۔ یہی نہیں بلکہ اسلام اپنے بعض امتیازات سے علحدہ ہو جائے اور اپنی خاص دینی شکل وصورت اور اسلامی تشخص پر برقرار نہ رہے۔ یہ اس وجہ سے کہ اسلام نرمی تسامح اور اخلاق کا ایسا مذہب ہے جو تمام قابلقہ مذاہب کا احترام کرتا ہے اور دوسرے تمام مذاہب والوں اور اس کے داعیوں کی عزت اور اکرام کرتا ہے اور اسمیں کوئی جبر واکراہ نہیں ہے

یہ اور اس جیسے الزامات، معروضات اور شریں کلمات بنیادی عقائد میں نرم پالیسی کے اپنانے کی دعوت دیتے ہیں اور خاص طور سے اس بدلتی دنیا میں جو انتقال کے مرحلہ سے دوچار ہے، محدود دنیا سے ایسی دنیا کی طرف جو آزادی، تہذیب اور علموفن کی وجہ سے دوسروں سیممتاز ہے جو اصول اور بنیاد کے تقدس کو برداشت نہیں کرتا۔ اس وجہ سے ضروری ہے کہ اس صورتِ حاصل کی روشنی میں مذاہب ایک ہو جائیں اور انسانی دنیا کے لئے راستے وسیع ہو جائیں اور انسان کی طرف زندگی اور سماج نئے فلسفوں اور تہذیبی سہولیتوں کے ساتھ آگے بڑھ جائے، تہذیب، علوم وسیاست کے عالمی مقابلہ میں مذاہب کی بقاء کے لئے یہی ایک راستہ ہے۔ اس کوشش کے پسِ پشت ان دشمنانِ اسلام کی اُمیدیں صرف اسی سے وابستہ ہیں کہ اسلام اپنے عقائد کے لحاظ سے نرم ہو جاء اور صرف اس کا ظاہری ڈھانچہ باقی رہ جائے۔ اور کبھی کبھی اس سیاست میں ان بعض جماعتوں کی پھوہڑ ہمدردیاں بھی شامل ہو جاتی ہیں جو اسلام کی ازلی دشمن ہیں اور جو اعلان کرتی رہتی ہیں کہ دنیا میں اسلام کے جبر واکراہ کے ساتھ پھیلنے کا سبب مسلمانوں کی تلواریں ہی ہیں اور یہ کہ مسلمان بادشاہوں اور سلاطین نے اپنے دین ومذہب کو لوگوں پر تھوپ دیا ہے ورنہ وہ جماعتیں دورِ حاضر کو عقلی بیداری کا زمانہ سمجھتی ہیں اور وہ دعویٰ کرتی ہیں کہ جو کچھ ہم نے دینی تہذیبی عصبیت کے ہاتھوں کھو دیا ہے۔ عنقریب وہ سب لوٹ آئیں گی لہٰذا ایک طرح سے یہ دینی سیاسی ظلم کے اختتام کا اعلان اور مبارک جدید عہد کا اعلان ہے۔ اس طرح مسلمان اپنے مقام سے محروم ہو جائیں گے اور ان کے لئے بدنصیبی اور غلامی اس وقت لکھ دی جائے گی۔ جس وقت ظالم قومیں عذاب کا کوڑا لیکر ان کی طرف بڑھیں گی اور جس جرم کا ارتکاب اُنہوں نے تاریخ میں کیا تھا اس کا انکو مزہ چکھائیں گی۔

دشمنانِ اسلام ان جیسے خرامات سے دنیا کے کاموں کو بھر رہے ہیں اور ہر ممکنہ طریقوں سے شریعت اسلام، مسلمانوں کے پرسنل لا اور ان کے قدیم شہروں پر حملے کررہے ہیں اور اسلامی کلچر وتہذیب کے متعلق جعل سازی ورغلط وبیانی سے کام لے رہے ہیں اور اس دینی اور پاکیزہ زندگی کو جن کا اسلام داعی اور معلم ہے تکلیف دہ نقد وتبصرہ اور توڑ پھوڑ کرنیوالے کُدال سے ختم کرنے کی کوشش کررہے ہیں اور برسرِ عام اسلامی تہذیب وتمدن اور اسلام کی پاکیزہ تعلیمات کا مذاق اُڑا رہے ہیں، ان اسلام دشمن عناصر نے مسلانوں کے بہت سے ملکوں اور علاقوں میں مصائب وآلام کی آگ بھڑکا رکھی ہے اور اسلامی معاشروں اور سماج میں مکمل ترین ہلاکتوں اور تباہیوں کی اسکیمیں نافذ کررکھی ہیں گویا آج یہودی سیاست مسلمانوں کے انجام سے کھیل رہی ہے اور مسلمانوں کو عزت وآبرو کے لباس سے برسرِ عام ننگا کردینے کی بھرپور کوشش کررہی ہے اور ان کا معاملہ مسلمانوں کے ساتھ ذلیل ترین غلاموں جیسا معاملہ ہے۔ کیا وہاں کوئی اور صورت اور شکل ہے جو مقبوضہ فسلطین میں مسلمانوں کی زندی اور اس خیلی سکون پر قبضہ کرلینے سے واضح ہو، جس نے دنیا کے تمام گوشے کے مسلمانوں کے سروں کو جھکا دیا ہے اور یہ صرف تنِ تنہا فلسطین کا مسئلہ نہیں ہے بلکہ ہلاکت اور نیست ونابود کردینے کی بہت ساری ایسی مثالیں ہیں جن سے دنیا میں مسلم اقلیتیں دوچار ہیں، اسلام دشمن عناصر کی ساری فکریں اس پر مرکوز ہیں کہ وہ ہر اس چیز پر حملہ کریں جو اسلام کی طرف منسوب ہیں یا جن سے اسلام کا کوئی رشتہ اور تعلق ہے۔

میں سمجھتا ہوں کہ اس عالمی یہودی سیاست کی صورت حال جس کو اقوامِ متحدہ اسلام اور مسلمانوں کے معاملہ میں اپنائے ہوئے ہے۔ وہ دراصل اللہ ربّ العزت کے اس قول کی حقیقی تصویر ہے "لَتَجِدَنَّ اَشَدَّ النَّاسِ عَدَاوَةً لِلَّذِیْنَ اٰمَنُوا الْیَهُوْدُ وَ الَّذِیْنَ اَشْرَکُوْا" اس آیت شریفہ پر تھوڑا سے غور کرلینے سے ان لوگوں کے انتقام اور دشمنی کی مکمل صورت ہمارے سامنے آجاتی ہے۔ جن کی سرپرستی یہود اور مشرکین عالمِ اسلامی اور دین اسلامی کے مقابلہ میں کررہے ہیں اور وہ اس نقطہ پر اپنی پوری طاقت وقوت کے ساتھ زور دے رہے ہیں۔

جہاں تک مسلمانوں سے نصاریٰ موّدت اور محبت کا تعلق ہے تو اس کی حقیقت اس دن بروئے کار آچکی ہے جب ان میں علماء اور مشاء تھے اور ان کے دلوں میں ایمان کی چنگاری اور اس کا شعلہ تھا۔ اور انکا ان یہودیوں سے کوئی تشہ وتعلق نہیں تھا جنہوں نے دین نصرانیت پر ایسی خبیث اور بے ہودہ تہمتیں لگا رکھی تھیں جن سے نصاریٰ یہود کی جانب سے ہرگز ہرگز خوش نہ تھے، لیکن صورتحال اس وقت بدل گئی جب یہودیت نے نصرانیت سے اسلام سے عداوت اور دشمنی کی راہ میں ہاتھ ملالیا اور دونوں فریق مسلمانوں کے خلاف آخری فیصلہ اور ہلاکت نیز اسلام کی پاکیزہ خوبصورت اور روشن صورت وشکل کے بگاڑ کے نقطہ نظر پر متحد اور ایک ہو گئے۔ ☆

بقیہ: صفحہ 2 سے آگے..........

نیا میں اُس کا نوکر تھا۔ اس لئے حاسد شخص جنت کے خادمان پر دباؤ ڈالنے لگا ہے کہ مخبری کا کام کرو اور مجھے اپنے 'دشمن' کے حالات اور حرکات کے متعلق آگاہ کرتے رہو تا کہ اُس کے خلاف شازشیں تیار کی جاسکیں۔

اِسی طرح جنت میں 'وغیرہ وغیرہ' نوعیت کے ہی حالات پیدا ہونے لگے اور جنت جنت نہ رہی بلکہ اِس کی مثال دنیا جیسی ہونے لگی۔ مجھے یاد آیا کہ میں نے ایک روز دنیا میں محترم المکرّم حضرت ڈاکٹر رفیق صاحب دامت برکاتہم سے کہا تھا کہ حضرت دنیا میں بس فتنے اور فسادات ہی نظر آتے ہیں جن سے آدمی شدید پریشان ہوں اور تکالیف کا شکار رہتا ہے تو حضرت نے فرمایا تھا کہ ''اگر ایسا نہ ہوتا تو کہیا دنیا کی جنت نہ ہو جاتی......!!'' چونکہ لوگوں نے اخلاق رزیلہ دور کرنے میں دنیا میں کوئی محنت نہیں کی تھی اور نہ ہی اللہ تعالیٰ کی صحیح بندگی کی تھی، ان کو محض میری دُعا کے سبب جنت مل گئی تھی۔ اس لئے جنت میں رہ کر نفس اپنی ہی رنگ دکھانے لگا اور جنت کو بھی تکالیف کا گھر بنانے لگا۔ ابھی میں یہ سوچ ہی رہا تھا کہ مجھے وہ آدمی نظر آیا جس کو ہم اپنے علاقے میں ''گشتی صدر'' کہا کرتے تھے۔ وہ مان نہ مان، علاقے کا زبردستی صدر بنا بیٹھا تھا۔ جو بھی کمیٹی محلے یا علاقے میں بنائی جاتی، چاہے 'سماج سدھار' سے متعلق ہوتی یا 'سماج بگاڑ' یہ شخص زبردستی صدر بن بیٹھتا۔ مجھ سے خوامخواہ کا بیر رکھتا تھا۔ بڑا کم ذات تھا، جب اس نے مجھے دیکھا تو میرے مُنہ پر خوامخواہ ایک مکہ رسید کیا۔ جس میں میں ہڑبڑا کر جاگ اُٹھا اور جاگتے ہی سب سے پہلے سجدے میں گر کر توبہ کی کہ یا اللہ: اب ہرگز ایسا دُعا نہیں مانگا کروں گا۔

علم نحو سیکھئے - 11

مولانا محمد طاہر قاسمی۔ اُستاذ سواء السبیل

سوال: کلام اور جملہ کے درمیان فرق بتائیے؟

جواب: کلام اور جملہ کے درمیان فرق یہ ہے کہ کلام اسناد اصلی کو شامل ہوتا ہے اور مقصود بالذات ہوتا ہے اور جملہ اسناد اصلی کو شامل ہوتا ہے لیکن مقصود بالذات اور غیر مقصود بالذات دونوں ہوتا ہے۔ (حاشیہ کافیہ)

سوال: جملوں کی کتنی قسمیں ہیں؟

جواب: جملوں کی چند قسمیں یہ ہیں:

۱) جمله اسمیه: وہ جملہ ہے جو مبتدا اور خبر سے مل کر بنے جیسے اَلْوَلَدُ عَالِمٌ (لڑکا عالم ہے)۔

۲) جمله فعلیه: وہ جملہ ہے جو فعل فاعل سے مل کر بنے، جیسے کَتَبَ عَامِرٌ (عامر نے لکھا)۔

۳) جمله شرطیه: وہ جملہ ہے جو شرط وجزا سے مل کر بنے، جیسے اِنْ جِئْتَنِیْ اُکْرِمْکَ (اگر تو میرے پاس آئے گا تو میر تیرا اِکرام کروں گا)۔

۴) جِمله ظرفیه: وہ جملہ ہے جو ظرف اور مظروف (فاعل) سے مل کر بنے، جیسے عِنْدِیْ قَلَمٌ (میرے پاس قلم ہے) یہ جملہ بصریین کے نزدیک فعلہ اور کوفیین کے نزدیک اسمیہ بن جاتا ہے۔

۵) جمله خبریه: اس جملہ کو کہتے ہیں جس کو بولنے والے کو سچا یا جھوٹا کہا جاسکے، جیسے مذکورہ بالا تمام مثالیں۔

۶) جمله انشائیه: اس جملہ کو کہتے ہیں جس کے بولنے والے کو سچا یا جھوٹا کہا جاسکے، بلکہ اس کے ذریعے کسی طلب، حکم یا خواہش کا اظہار کیا جائے، جیسے اِقْرَأْ (تو پڑھ) لیت الشباب یعود (کاش کہ جوانی لوٹ آتی)۔

۷) جمله مبینه: وہ جملہ ہے جو کلام مبہم یا مجمل کی وضاحت کرے، اس کو جملہ تفسیریہ بھی کہتے ہیں، اس کے شروع میں کبھی حرف تفسیر آتا ہے جیسے حَاتَمٌ کَثِیْرُ الرَّمَادِ (حاتم زیادہ راکھ والا ہے) اَیْ هُوَ جَوَّادٌ (یعنی وہ سخی ہے) یہ دوسرا جملہ مبینہ اور تفسریہ ہے کبھی اس کے شروع میں حرف تفسیر نہیں آتا جیسے الکلمۃ علی ثلثۃ اقسام (کلمہ تین قسم پر ہے) اسم وفعل وحرف (وہ تین قسم اسم، فعل اور حرف ہیں) یہ بعد والا جملہ مبینہ ہے۔

۸) جمله معلله: وہ جملہ ہے جو سابقہ حکم کی علت بتاتا ہو، جیسے لَا تَسُبُّوا الدَّهْرَ (زمانہ کو برا نہ کہو) فان الدهر هُو الله (کیونکہ زمانہ اللہ ہے) یہ بعد والا جملہ معللہ ہے اس کو تعلیلیہ بھی کہہ دیتے ہیں۔

۹) جمله معترضه: وہ جملہ ہے جو ایسی دو چیزوں کے درمیان آئے جن میں فصل اجنبی جائز نہیں ہوتا مثلاً مبتدا خبر، موصوف صفت، موصول صلہ، شرط وجزا، فعل فاعل، قسم جواب قسم وغیرہ جیسے انّ شاہداً، اطال اللہ عمرہ، رجل کریم (یقیناً شاہد، اللہ اس کی عمر دراز کرے، کریم آدمی) اس میں اطال اللہ عمرہ، جملہ معترضہ ہے اسلئے کہ یہ اِنَّ کے اسم وخبر کے درمیان آیا ہے۔

۱۰) جمله نتیجیه: وہ جملہ ہے جو کلام سابق سے پیدا ہوا ہو اور اس کیلئے نتیجہ کے مثل ہو، یہ جملہ ہمیشہ شرط محذوف کی جزاء بنتا ہے، اور اس کا دوسرا نام فصیحیہ بھی ہے، جیسے حکم الوجہ فی الوضوء غسل وحکم الراس فیہ مسح (وضو میں چہرہ کا حکم غسل ہے اور سر کا حکم مسح ہے) فلیس فی الوجہ مسح (پس چہرہ میں مسح نہیں ہے) یہ جملہ نتیجیہ ہے اس لئے کہ یہ کلام سابق سے پیدا ہوا ہے اور شرط محذوف کی جزاء بن رہا ہے وہ یہ ہے: اذا کان حکم الوجہ غسلا (جب چہرہ کا حکم غسل ہو گیا)۔

۱۱) جمله مستانفه: وہ جملہ ہے جو آغازِ کلام میں ہو جیسے جاء کاشف (کاشف آیا) یا درمیان کلام میں اس طرح ہو کہ ماقبل سے اس کا کوئی تعلق نہ ہو جیسے مات عالم رحمہ اللہ (ایک عالم مر گیا اللہ اس پر رحم فرمائے) اس میں رحمہ اللہ جملہ مستانفہ ہے پہلی صورت میں اس کو مفتحہ اور دوسری صورت میں منقطعہ کہتے ہیں، مستانفہ کا دوسرا نام ابتدائیہ بھی ہے۔ (نحو میر)

(باقی آئندہ شمارے میں)

www.khanqah.in

بقیہ : صفحہ آخر سے آگے......

وہ ڈھونڈ ہی لیا کرتا ہے۔جس کے دل میں طلب ہوتی ہے وہ اپنے لئے مناسب راستہ ڈھونڈ لیتا ہے،اللہ تعالیٰ اس کی رہبری فرماتے ہیں،وہ جماعتوں میں اسی چیز کی تلاش کیلئے جاتا ہے وہ اسی طلب میں اہل دل کی صحبتیں اختیار کرتا ہے،وہ اسی جذبہ سے علماءِ ربّانیین کی کتابیں پڑھتا ہے،پھر جہاں سے اسے اپنے مایا ملتی ہے وہیں پڑاؤ ڈال دیتا ہے،بس اللہ کے بندو،اس بوڑھے معذور اور قریب المرگ کی یہ وصیت سن لو،مان لو کہ اپنے موجودہ حال پر قانع نہ رہو،آگے بڑھنے کا ارادہ کرو،فیصلہ کرو،اللہ سے لو لگاؤ،اس سے قرب بڑھاؤ،اور نئے سرے سے،نئے حوصلہ سے اسکی طرف سفر شروع کرو،جہاں معلوم ہو کہ یہاں کچھ لوگ اسی مقصد سے جمع ہوتے ہیں پہنچ جاؤ،بات کو سنو،جو راستہ بتایا جائے اس پر چل کے دیکھو،جن لوگوں کو اپنے گردوپیش میں دین کے اعتبار سے اپنے سے بہتر پاؤ ان سے پوچھو،مشورے کرو،غرض کہ دل میں ایسی فکر وطلب پیدا کرو کہ اللہ تعالیٰ کو ترس آجائے اور طلب پر اعتبار آجائے،کیونکہ وہ اپنے قرب کی دولت قدردانوں ہی کو دیتے ہیں،آؤ دُعا کریں کہ اللہ تعالیٰ ہمارے حال پر رحم کھائے اور ہمیں اپنے قرب کی طلب اور قرب کی دولت دونوں عطا فرمادے۔

بقیہ : بیوی ایک عظیم نعمت......

توں رہے گی۔اسلئے ارشاد ہوتا ہے کہ اصلاح کی کوشش میں لگے رہو۔لیکن ہمیشہ نرمی اور سہولت سے محبت سے۔آج عجمیت کے اثر سے۔ہندویت کے تسلط سے،فخر اس پر کیا جاتا ہے کہ ہم بیوی سے دبتے نہیں،دبا کر رکھتے ہیں لیکن رسول اسلام ﷺ کو اس پر فخر نہ تھا۔وہاں بیوی کی حیثیت،ماما اصیل کی،پیش خدمت کی لونڈی یا باندی کی نہیں بلکہ اللہ کی بخشی ہوئی بہترین نعمت کی تھی۔''ابوامامہؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ فرمایا کرتے تھے کہ مؤمن کیلئے تقوی اِلٰہی کے بعد کوئی نعمت نیک سیرت بیوی سے بڑھ کر نہیں''۔

مبارک ہیں وہ نعمت والے جو نعمت کی قدر پہچانیں ایک جگہ اور ارشاد ہوتا ہے کہ اس فانی وناپائیدار دنیا کی نعمتوں میں کوئی نعمت نیک سیرت بیوی سے بڑھ کر نہیں۔''عبداللہ بن عمروؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ دنیا چند روزہ ہے۔۔۔۔لیکن اس چند روزہ عیش ودنیا میں کوئی شئی نیک سیرت بیوی سے بڑھ کر نہیں''

رسول اللہ ﷺ کو ماننے والے سبق لیں،حیات طیبہ کے ان دو اہم ترین واقعات سے،حضور اقدس ﷺ پر جب اوّل وحی نازل ہوئی تو قلب مبارک پر اس وقت قدرتی بے چینی تھی اسوقت ذات مبارک کو تسکین دینے والی رسالت پر سب سے پہلی ایمان لانے والی ہستی کسی دوست وعزیز کی نہیں،اُم المؤمنین حضرت خدیجہ الکبریٰ کی تھی۔اسی طرح جب روح مبارک کسی کے دیدار کیلئے بے چین اس جسد ظاہری سے ہمیشہ کیلئے جُدا ہو رہی تھی تو عین اس وقت سر مبارک کس کے زانو پر تھا؟ رفیقوں،عزیزوں میں سے کسی مرد کے نہیں اُم المؤمنین عائشہ صدیقہؓ کے۔یہ ہے اسلام میں بیوی کا مقام!

سسرال میں بیوی جو کچھ کھاتی ہے اپنے حق سے،جو کچھ پاتی ہے اپنے حق سے،بھک منگی نہیں کہ خیرات سمجھ کر،ترس کھا کر دو چار پیسے اس کے آگے ڈال دیئے سائل گداگر نہیں کہ رات کی باسی روٹی کے ٹکڑے اس کے دامن میں پھینک دیئے۔علم وحکمت کی اسی کان میں جس کا نام حدیث نبوی ہے:''خبردار رہو کہ بیویوں کا حق یہ ہے (لفظ ''حق'' یاد رہے۔کوئی رعایت اور احسان نہیں) کہ کھانے اور لباس میں ان کے ساتھ بہتر سے بہتر طریقہ برتو''(ترمذی،ابن ماجہ)

سکولوں کو وردی اور سٹیشنری فروخت کرنے کا اختیار نہیں

حکمنامہ جاری، خلاف ورزی کرنے پر قانونی کاروائی ہوگی

سرینگر//ڈائریکٹر آف سکول ایجوکیشن کی طرف سے ایک دُوررَس فیصلہ کے تحت ریاست میں کام کرنے والے نجی وسرکاری سکولوں کو طلبہ کو وردی اور سٹیشنری فروخت کرنے سے فوری طور روک دیا گیا ہے،عرصہ دراز سے عوام کو شکایت تھی کہ سکول من چاہے داموں پر وردیاں اور دیگر اشیاء فروخت کررہے ہیں اور والدین کو صرف سکول سے ہی یہ چیزیں خریدنے پر مجبور کیا جاتا ہے،ڈائریکٹریٹ آف سکول ایجوکیشن کشمیر کی طرف سے 20مارچ 2013 کو 13-5147-49DSEK/CEW/cir/ کے تحت تمام نجی وسرکاری سکولوں کو ہدایت جاری کی گئی ہے کہ وہ بچوں کو وردی ودیگر سٹیشنری اَشیاء بیچنے سے فوری طور رُک جائیں بصورتِ دیگر ان کے خلاف ضوابط کے مطابق کاروائی کی جائے گی،اس ضمن میں فروری کے ماہ میں ایڈیشنل کمشنر کمرشل ٹیکس ڈیپارٹمنٹ نے بھی تشویش کا اظہار کرتے ہوئے 6فروری 2013 کو ڈائریکٹر اسکول ایجوکیشن کو ایک خط زیر نمبر PA/ACCTK/256-58 تحریر کیا تھا،جس میں کہا گیا تھا کہ چونکہ سٹیشنری اور وردیوں پر ٹیکس عائد ہوتا ہے اسلئے اسکولوں میں ان کی فروخت قانونی طور جائز نہیں،اسلئے ان اسکولوں کو یہ عمل فوری طور پر روکنے کی ہدایت جاری کی گئی تھی لیکن اسکولوں کی طرف سے اس پر عمل میں کوتاہی برتی جارہی ہے اسلئے آپ سے درخواست ہے کہ ان اداروں کو اس عمل سے روکنے کیلئے فوری طور ہدایت جاری کی جائے،اس ضمن میں کشمیر بک سیلرز اینڈ سٹیشنرز ایسوسی ایشن کے صدر شفیق احمد صلاتی نے بتایا کہ سکولوں میں فروخت ہونے والی سٹیشنری جن میں پنسل،قلم کاپیاں وغیرہ شامل ہے،ٹیکس کے زمرے میں آتا ہے اور حکومت کو ان اشیاء کی خرید وفروخت پر آمدنی ہوتی ہے لیکن اسکولوں کی طرف سے جب یہ اَشیاء درون اسکول ہی بیچی جاتی ہے تو ان کی کوئی رسید نہیں کٹتی اور یوں خزانہ عامرہ کو نقصان پہنچتا ہے،صلاتی کے مطابق ڈائریکٹر اسکول ایجوکیشن کی طرف سے جاری ہونے والے سرکیولر کے بعد اکثر اسکولوں نے ان شیاء کی بکری روک دی ہے،تاہم اَب بھی کچھ اداروں میں خرید وفروخت کا عمل جاری ہے جو کہ فوری طور روکا جانا چاہیے،ان کا کہنا تھا کہ سٹیشنری کا کاروبار صرف رجسٹرڈ دکاندار ہی باخذ رسید کرسکتے ہیں تاکہ ویٹ کے تحت اس کا ٹیکس حکومت تک پہنچ سکے۔

اُس جنت میں جانے کیلئے اِس جنت میں داخل ہونا ضروری ہے

مولانا حمید اللہ صاحب۔دامت برکاتہم

یہ اَٹل فیصلہ ہے کہ ایمان کے بغیر کوئی جنت میں ہرگز داخل نہیں ہوسکتا،جیسے ویزا کے بغیر آج کل کسی بیرونی ملک میں داخلہ ممنوع ہوتا ہے۔

ایمان کیا ھے؟ جتنے انبیاء علیہم السّلام تشریف لائے ہیں یکے بعد دیگرے اپنے اپنے عہد میں ان پر ایمان لانا ضروری تھا،اور ان کی پیروی ضروری تھی،دَورِ حاضر میں سب پر ایمان لانا ضروری ہے،کہ وہ سب سے زیادہ قابل احترام مقدّس انسان اور برحق شخصیتیں تھیں لیکن قانون اور دستور جیسے شریعت کہا جاتا ہے،صرف آخری پیغمبر کا قابل عمل ہوگا،اور گذشتہ شریعتیں منسوخ العمل قرار دی جاتی ہیں۔

ایسا کیوں؟ خالق کائنات سب سے بڑے مُربّی اور شہنشاہ ہے،اس کی حکمت بالغہ عبسری انسانی عقل سے بھی بلند وبالا ہوتی ہے،اور اسے ہر اَمر ونہی کا حق ہے اور بندوں کو اعتراض کا اَدنیٰ حق نہیں جیسے دنیا میں عام انسان کو حکومت کے قانون پر اعتراض کا حق نہیں،اور یہ حقیقت ہے کہ انسانی قانون بہرحال کمزوریوں سے پاک نہیں ہوسکتا ہے،اس کے برعکس اللہ کے قوانین (Word of God) میں کسی نقص کا یقیناً کوئی امان نہیں جیسے کائنات کی تخلیق (Work of God) کوئی قصور نہیں۔اگر کسی کو کچھ قصور نظر آئے تو یہ تحقیق (Research) اور فہم کا قصور ہوگا۔

ترمیم وتنسیخ حالات،طبیعتوں،تربیت کے ضوابط اور انسانی کمزوریوں کی رعایت کرتے ہوئے حسب ضرورت پیش آتی رہی جیسے پودا (Baby plant) مختلف دَوروں سے گذر کر پختہ اور کامل ہوجاتا ہے اسی طرح گذشتہ شریعت ترقی پاکر اب حضرت محمد مصطفیٰ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے ختم نبوت کے زمانے میں ربّانی دستور حیات یعنی شریعت کمال کو پہنچ گئی اسلئے صرف یہی قابل عمل ہے۔تمام جن وانسان کا آخری پیغمبر حضرت محمد صلّی اللہ علیہ وسلّم ہیں،مذہبی جنگ،الحاد،گمراہ فرقوں کے تسلط نے اس آفتابِ نبوت کے نور عالم تاب کو انسانوں تک پہنچنے سے روکتے چلے آرہے ہیں،اس لئے جنت کی ابدی زندگی کے حاصل کرنے کیلئے سنجیدگی سے حق کی تلاش اور خلوت میں خالق (Creator) کے حضور ہدایت کی توفیق کی دُعا مانگنا بے حد ضروری ہے۔اس بارے میں کارگر تدبیر صالح علماءِ عارفین سے استفادہ کرنا ہے۔

دین حق کی تحقیق وتلاش سے غفلت برتنا ناقابل معافی جرم ھے: یہ زبردست مشغولیت کا زمانہ ہے،فرصت کا نام نہیں،اسلئے لاکھوں انسان تیزی کے ساتھ جہنم کی طرف رواں دواں ہیں،افسوس کی بات ہے،سلام ہو اُن نیک بندوں پر جو ان کے پاس جاجاکر ان کو اللہ سے جوڑنے کی کوشش کرتے ہیں۔

ہر انسان پر حقوق ہوتے ہیں لیکن اولین اور عظیم حق (Right) ہر ہر انسان اور جن پر مالک حقیقی اللہ کا ہے،اس کے پہچاننے کا حق،ماننے کا حق،اس سے سب سے زیادہ محبت کرنے کا حق،اس کی حسن عبادت کا حق۔اور جو بندہ ان حقوق کی ادائیگی میں ناکام رہا اور صحیح ایمان پر نہ مرا تو اس کیلئے ہمیشہ دردناک عذاب ہوگا۔

اسلام قبول کرنے کیلئے مسلمانوں کو نہ دیکھے: ماہر (Expert) ڈاکٹر کی دِی ہوئی اصلی دَوا جو استعمال نہ کرے بیمار ہی رہے گا۔تو بیمار نمونہ (Model) بن نہیں سکتا،اسی طرح کثرت سے آج کل کے مسلمان دین وایمان کی دوا یعنی (اسلام پر چلنا) چھوڑے ہوئے ہیں،ان کے بُرے اخلاق ومعاملات دیکھ کر بہت لوگوں کو نفرت ہوتی ہے،اس کے بجائے قرآن کا پیغام اور سیرت حضرت محمد عربی صلّی اللہ علیہ وسلّم خالی الذھن ہوکر مطالعہ کریں اور تنہائیوں میں دُعاء مانگتے رہیں،ان شاءاللہ ہدایت اور اَبدی کامیابی کا دروازہ کھول دیا جائے گا۔

آمدم برسرمطلب: گذشتہ باتیں اصلی مضمون کو سمجھنے کیلئے ضروری تھیں جو یہ ہے کہ جو شخص اسلام وایمان کو اعلیٰ دریافت اور بے مثال نعمت سمجھے،پھر بقدر ضرورت علماءِ حق سے اُسے سیکھے،سیکھنے کے بعد دل وجان،سوز وگداز،عظمت واحترام،فکر واہتمام،استقامت ودوام کے ساتھ دم واپسیں تک اس پر چلتا رہے۔کرنے کے کام بخوشی کرتا رہے اور چھوڑنے کے کام چھوڑتا رہے،غفلت میں اگر نافرمانی ہوئی فوراً توبہ کرے اور تلافی کرتا رہے،اخلاق،معاملات،معاشرت میں بھی دین کے مطابق جو چلتا رہے،خالق سے محبت وحسن عبادت وطاعت کا رابطہ مضبوط کردیا،اسے دنیا میں دُنیاوی جنت ضرور ملتی ہے،رحمت خداوندی اُسے چومتی ہے،دنیا کی نعمتیں اس کیلئے نچھاور کی جاتی ہیں،اس کے دل میں وہ سرور اور حلاوت ہوتی ہے جو دنیا کے اَمیر ترین لوگوں (Ultra rich men) کو ہرگز حاصل نہیں ہوسکتی۔ایسے ہی شخص کو اَبدی جنت میں داخلہ (Admission) دیا جائے گا،جہاں راحت،نعمت،مسرت،حیات،شباب،حسن وزینت اپنی تمام انواع کے ساتھ بدرجۂ اتم موجود ہوں گی۔

www.khanqah.in

Vol. 14 No: 13 | 12 APRIL 2013 | Friday

Printer,Publisher: Nizam-ud-din Qurashi
Associate Editor: Hafiz Mushtaq Ahmad Thakur
Postal Adress: Post Box No. 1390 G.P.O Srinagar
Sub Office: Khandipora Katrasoo Kulgam Kashmir-192232
Phone No: 01931-212198
Mobile: 09906546004
Branch Office: Srinagar Ph: 2481821

Widely Circulated Weekly News Paper
MUBALLIG
Kashmir

Decl. No: DMS/PUB/627-31/99
R.N.I. No: JKURD/2000/4470
Postal Regd. No: SK/123/2012-2014
Posting Date: 13-04-2013
Printed at: Khidmat Offset Press Srinagar
e-mail: muballigmushtaq@gmail.com
muballig_mushtaq@yahoo.com.in

ایک دردبھری پُکار!

﴿ہائے کیادِن تھے جو بیت گئے،لکھنؤ کے ہزاروں سنجیدہ اور باشعور مسلمان ہر سال عیدالفطر اور عیدالاضحیٰ کا انتظار اسلئے بھی کرتے تھے کہ ان دونوں موقع پر دارالعلوم ندوۃ العلماء کی پُرشکوہ مسجد میں اُنھیں ''بڑے مولانا'' کا خطاب سننے ملے گا یعنی حضرت مولانا محمد منظور نعمانیؒ کا، ان کا خطاب کیا ہوتا تھا بلا مبالغہ ہزاروں بندوں کی آنکھیں اُس دِن اتنے آنسو بہاتی تھیں کہ دِل دھل جاتے تھے، اور کتنوں کی زندگی کا رخ بدل جاتا تھا، ذیل میں اُن کا ایسا ہی ایک خطاب پیش کیا جارہا ہے جو انہوں نے شدید ضعف ونقاہت کے باوجود دارالعلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ کی مسجد میں یکم شوال ۱۴۱۰ھ عیدالفطر کی نماز کے موقع پر ان ہزاروں اہل طلب کے سامنے کیا تھا جو ہر سال کی طرح اس دن بھی ان کے ارشادات سننے اور ان کو ایک نظر دیکھنے کے شوق میں جمع ہوئے تھے۔﴾

مولانا محمد منظور نعمانی۔رحمۃ اللہ علیہ رحمۃً واسعۃ

میرے عزیزو! میرے دوستو! آپ میں سے اکثر لوگوں کو میرا موجودہ حال معلوم ہوگا، اور جن کو نہیں معلوم ہوگا وہ دیکھ کر سمجھائیں گے، میرے لئے نقل وحرکت بھی مشکل ہوگئی ہے، آنکھ اور کان کی اور جسم ودماغ کی قوتیں رخصت ہورہی ہیں۔ مجھے خود بھی اُمید نہ تھی کہ میں آپ کے ساتھ نمازِ عید میں شریک ہوسکوں گا، حسرت کے ساتھ دُعائیں کررہا تھا کہ اس مبارک موقع پر حاضری اور شرکت کا ایک اور موقع مل جائے جس میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے انعامات کے پروانے تقسیم ہوتے ہیں، اس قسم کے مجمعے اللہ کو بہت پسند ہیں، اور ان میں شریک ہونا بہت برکتوں اور سعادتوں کا سبب ہوتا ہے۔ بہرحال اللہ تعالیٰ نے محض اپنے فضل وکرم سے حاضری کی توفیق عطا فرمادی، میرا برسوں کا معمول اس موقع پر آپ حضرات سے کچھ باتیں کرنے کا ہے۔ مجھے اس کی تو بالکل ہی اُمید نہ تھی کہ اس بار میں کچھ کہہ سکوں بھی، آپ دیکھ رہے ہیں، صحیح الفاظ بھی میری زبان سے ادا نہیں ہورہے ہیں، لیکن حضور اکرم صلّی اللہ علیہ وسلّم کے ایک جلیل القدر صحابی سیدنا ابوذر غفاریؓ کی ایک بات یاد آگئی، بس اس بات کی برکت سے ارادہ کیا کہ جو کچھ بھی بن پڑے گا کہوں گا، کوئی سمجھے گا یا نہیں، میرا اللہ تو دیکھے گا اور کیا عجب کہ یہی عمل میری مغفرت کا سبب بن جائے۔

دوستو! جو میں کہنا چاہتا ہوں وہ کوئی نئی بات نہیں اور کوئی لمبی چوڑی بھی نہیں، لیکن اس سے پہلے سیدنا ابوذرؓ کا وہ ارشاد آپ کو بھی سنادوں جس کا میں نے ابھی حوالہ دیا، آپ میں کچھ لوگ ایسے ضرور ہوں گے جن کے دل میں اس ارشاد کو سننے کا شوق پیدا ہوگیا ہوگا تو سنئے انہوں نے ایک دفعہ فرمایا تھا: انہوں نے اپنی گردن کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا: اگر تم میری گردن پر تلوار رکھ دو مگر مجھے اُمید ہو کہ میں تمہیں رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم سے سنی ہوئی ایک بات ابھی سنا سکتا ہوں تو اس سے پہلے کہ تم میرا کام تمام کرو وہ بات میں تمہیں ضرور سناؤں گا۔

اور یہ سیدنا ابوذرؓ تھے کون؟ کس مرتبہ کے تھے؟ اس کا اندازہ ان کے بارے میں خود رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے اس ارشاد سے کیا جاسکتا ہے: ''آسمان کے نیچے اور زمین کے اوپر بسنے والوں میں ابوذرؓ سے زیادہ سچی اور کھری بات کہنے والا کوئی نہیں) تو ان ابوذرؓ نے وہ بات فرمائی تھی، بس اس بات کو یاد کرکے میں نے نیت کرلی کہ کچھ بھی ہو میں کچھ نہ کچھ ضرور کہوں گا۔

میرے بھائیو! مسلمان کہلانے والی قوم پر نگاہ ڈالو تو موٹے حساب سے تین قسم کے لوگ ملیں گے۔

۱) بہت بڑی تعداد میں تو وہ لوگ ہیں جو صرف نام کے مسلمان ہیں، ان کے مسلمان ہونے میں ان کا اپنا کچھ حصہ نہیں، مسلمان گھر میں پیدا ہوگئے، اسلئے مسلمان ہیں، عملی طور پر ایک دن کیلئے بھی انہوں نے اسلام کو نہیں اپنایا، ایسے لوگوں کے مسلمان ہونے کا مطلب یہ صرف ہے کہ انھیں مسلمان ہونے سے صراحۃً انکار نہیں ہے، زیادہ سے زیادہ اسلام کو ایک برادری یا ایک قومی نسبت سمجھے ہیں، یہ بتانے کی ضرورت آپ جیسوں کو نہیں ہوگی کہ یہ طبقہ بڑے خطرہ میں ہے، اور ہم سب کو اس کے بارے میں فکر مند ہونا چاہیے۔

۲) دوسرا طبقہ وہ ہے جو اتنا بے تعلق تو نہیں ہے لیکن اس نے بھی اسلام کو سیکھنے کی، اپنی زندگی کو، اپنی کمائیوں کو اپنے اخلاق اور معاملات کو اس کے سانچے میں ڈھالنے کی کوئی خاص کوشش نہیں کی۔ بس وہ جس حال پر ہے قانع ہے، اگر وہ جمعہ کی نماز پڑھتا ہے تو اسی پر قانع ہے، اگر وہ صرف رمضان میں نمازوں کا اہتمام کرتا ہے تو بس اسی پر قانع ہے، اگر اسکے اخلاق یا معاملات میں کوئی خرابی ہے، یا اس کے دل میں حسد کی، کینہ یا بغض وعداوت کی، یا لالچ کی، یا کبر وغرور اور ریا کی بیماریاں ہیں تو برسوں سے وہ اسی حال میں چل رہا ہے لیکن اس نے کبھی سنجیدہ فکر نہ کی کہ مجھے ان خرابیوں کو دُور کرنا چاہیے، ان بیماریوں سے نجات ملنی چاہیے، اور مجھے دین کے اعتبار سے ترقی کرنی چاہیے، مسلمان کہلانے والی قوم کے مردوں اور عورتوں کی خاصی تعداد اسی قسم کی ہے، اور اسی کا نتیجہ ہے کہ کوئی اَچھا اَثر دنیا کی دوسری قوموں پر ہمارا نہیں پڑرہا ہے، اور دن رات کا ساتھ ہونے کے باوجود دُنیا میں بسنے والے عام انسانوں کے دل میں ہمیں دیکھ کر کوئی سوال نہیں پیدا ہوتا؟ وہ کچھ سوچنے پر مجبور نہیں ہوتے۔

مسلمان کہلانے والی قوم کی جو غالب اکثریت ہے وہ دراصل ان دو قسموں کے لوگوں سے مل کر بنتی ہے اور اجتماعی طور پر جو حالات ہم پر آرہے ہیں وہ اسی وجہ سے آرہے ہیں۔

۳) ایک تیسری قوم ان لوگوں کی ہے جنہوں نے سچے دل سے فیصلہ کرکے اللہ تعالیٰ کی اطاعت کا عہد کیا ہے، انہوں نے اپنے بارے میں طے کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے ہر ہر حکم کو ماننا ہے، اور ظاہر وباطن پر ہر طرف سے ہونے والے نفس وشیطان اور ماحول کے حملوں سے چوکنا رہنا ہے۔ یہ قسم جو بہت تھوڑی تعداد میں ہے، اِکّا دُکّا اور خال خال افراد کی شکل میں ہے یہ بھی معصوم اور بے گناہ نہیں ہے، غلطیاں چھوٹی بڑی اس سے بھی ہوتی ہیں، لیکن ان لوگوں کو اس کا احساس ہوجاتا ہے توجہ ہوجاتی ہے۔ اور وہ اللہ سے معافی مانگتے ہیں۔ استغفار کرتے ہیں توبہ کرتے ہیں اور اپنا معاملہ ٹھیک کرلیتے ہیں۔ اور پھر سے طاعت اور بندگی میں لگ جاتے ہیں۔ یہ اللہ کے ولی ہیں۔ ان کو اپنے اپنے تعلق کے بقدر دین کا مزا آتا ہے، اطاعت کا ذائقہ آتا ہے، ان کے دلوں کو اطمینان نصیب ہوتا ہے، تکلیفیں ان کو بھی ہوتی ہیں، بیماریاں اُنہیں بھی گھیرتی ہیں، لیکن وہ نہ تو مایوس رہتے ہیں اور نہ غمگین۔ ''لاخوف علیہم ولا ہم یحزنون'' کا لطف انہیں اس دنیا میں بھی جو خوف اور حزن ہی کا گہوارہ ہے آنے لگتا ہے۔ یہ کون لوگ ہیں؟ یہ وہ نہیں ہیں جو ہواؤں میں اُڑتے ہیں، اور پھونک ماردیں تو یہ ہوجائے وہ ہوجائے، ان کی پہچان اللہ نے یہ نہیں بتائی ہے۔ اللہ نے اپنے دوستوں کی اور ان اپنوں کی پہچان بتائی ہے: ''الذین آمنوا وکانوا یتقون'' ایک تو ان لوگوں نے ایمان کی دولت حاصل کرلی ہے، اور دوسرے یہ کہ اللہ کے سامنے پیش ہونے اور اس کی بندگی کا احساس مسلسل اُنھیں رہتا ہے۔ غفلت اور بھول ان کا مستقل حال نہیں ہے۔ بلکہ ان کا مستقل حال تو یاد اور احتیاط ہی ہے کبھی کبھی بھول جانا الگ بات ہے، اصل مسئلہ مستقل حال کا ہے سو وہ ان لوگوں کا درست ہوجاتا ہے۔

دوستو! بس دو باتیں ہیں اللہ کا ولی بننے کیلئے، ایک ایمان دوسری تقویٰ، ایمان کا مطلب یہ ہے کہ دل میں یقین اُتر جائے کہ جو کچھ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا وہ بالکل برحق ہے، اور اسی میں کامیابی ہے، اور تقویٰ یہ کہ اس یقین کے مطابق زندگی میں احتیاط اور پابندی کی عادت پڑ جائے، بے لگام زندگی سے پیچھا چھٹ جائے عام طور پر لوگوں نے اللہ کا ولی ہونے کے جو مطلب سمجھ رکھے ہیں، یہ اسی کا نتیجہ ہے کہ وہ سمجھتے ہیں کہ فلاں فلاں بزرگ دین اولیاء اللہ تھے اور بس! کیا حضور اکرم صلّی اللہ علیہ وسلّم صرف اسلئے آئے تھے کہ آپ کی پوری اُمت میں چار، چھ اولیاء اللہ پیدا ہوجائیں، نہیں یہ خیال تو آپ کے فیض کی بڑی توہین ہوگی، آپ تو اس دولت کے عمومی طور پر تقسیم کرنے آئے تھے، اور یہ اسی کا نتیجہ تھا کہ شروع کے دَور میں عام مسلمانوں کو یہ دولت ملی تھی، اور یہ اسی کا نتیجہ تھا کہ دنیا کے انسانوں کے دل اس پوری قوم کی طرف اور اس کے طریقہ زندگی کی طرف اسی طرح بلکہ اس سے زیادہ کھنچنے لگے تھے جتنے آج ان اِکّا دُکّا اللہ والوں کی طرف کھنچتے ہوئے دکھائی پڑتے ہیں۔

لہٰذا میرے بھائیو! آج ایک بات کا فیصلہ کرو، پہلی اور دوسری قسم سے نکل کر تیسری قسم میں آنا ہے، واقعی اَب تک جو غفلت ہوئی اس کی تو معافی مانگو، اللہ تعالیٰ بہت معاف کرنے والے ہیں، لیکن آگے کیلئے نئے سرے سے اللہ کی طرف سفر شروع کرو۔ سورۂ زمر کی یہ آیت ہم سے یہی کہتی ہے: ''اے محمدؐ! آپ (میری طرف سے میرے بندوں سے) کہیے، اے میرے وہ بندو! جنہوں نے (اب تک) اپنے ساتھ بہت (غفلت برتی اور) زیادتی کی ہے، اللہ کی رحمت سے مایوس نہ ہو، بلاشبہ اللہ تعالیٰ سارے گناہ بخش دیتا ہے، وہ بڑا بخشنے والا اور بہت مہربان ہے اور رجوع ہوجاؤ اپنے ربّ کی طرف اور اس کی فرمانبرداری اختیار کرلو قبل اسکے کہ تم پر عذاب آجائے، اور پھر کسی طرف سے تم کو کوئی مدد نہ مل سکے''۔

ایک بات اور سن لو! ایک کمرہ سے نکل کر دوسرے کمرے میں جانے کیلئے بھی انسان کو حرکت کرنی پڑتی ہے، نیچے سے اوپر کی طرف جانے میں انسان کو زیادہ مشقت کرنی پڑتی ہے، پہلے اور دوسرے طبقہ سے نکل کر تیسرے طبقہ میں داخل ہونے کیلئے بھی کچھ نہ کچھ کرنا پڑے گا، راستہ میں مزاحم ہونے والے نفس وشیطان کو شکست دینے کیلئے مضبوط ارادہ اور مسلسل کوشش کی ضرورت یہاں بھی ہوگی، یہ جو لفظ اس آیت میں آیا ہے یعنی ''رجوع ہوجاؤ اپنے ربّ کی طرف سے'' بس یہی ہے پہلی سیڑھی، ترقی کا پہلا زینہ، اور وہ دروازہ جس میں سے نکل کر ایمان اور تقویٰ والوں میں شامل ہوا جاتا ہے، یہ انابت، علماء سے پوچھو ہاتھ پیر کا عمل نہیں دل کا فعل ہے یعنی دل سے ارادہ کرو کہ اپنے اللہ کو راضی کرنا ہے۔ صحیح مسلمان بننا ہے، ایمان اور تقویٰ حاصل کرنا ہے، جتنا سچا پکا فیصلہ دل کا ہوگا، اتنی ہی طلب دل میں ہوگی، اور جیسے طلب ہوتی ہے//

بقیہ صفحہ 7 پر......